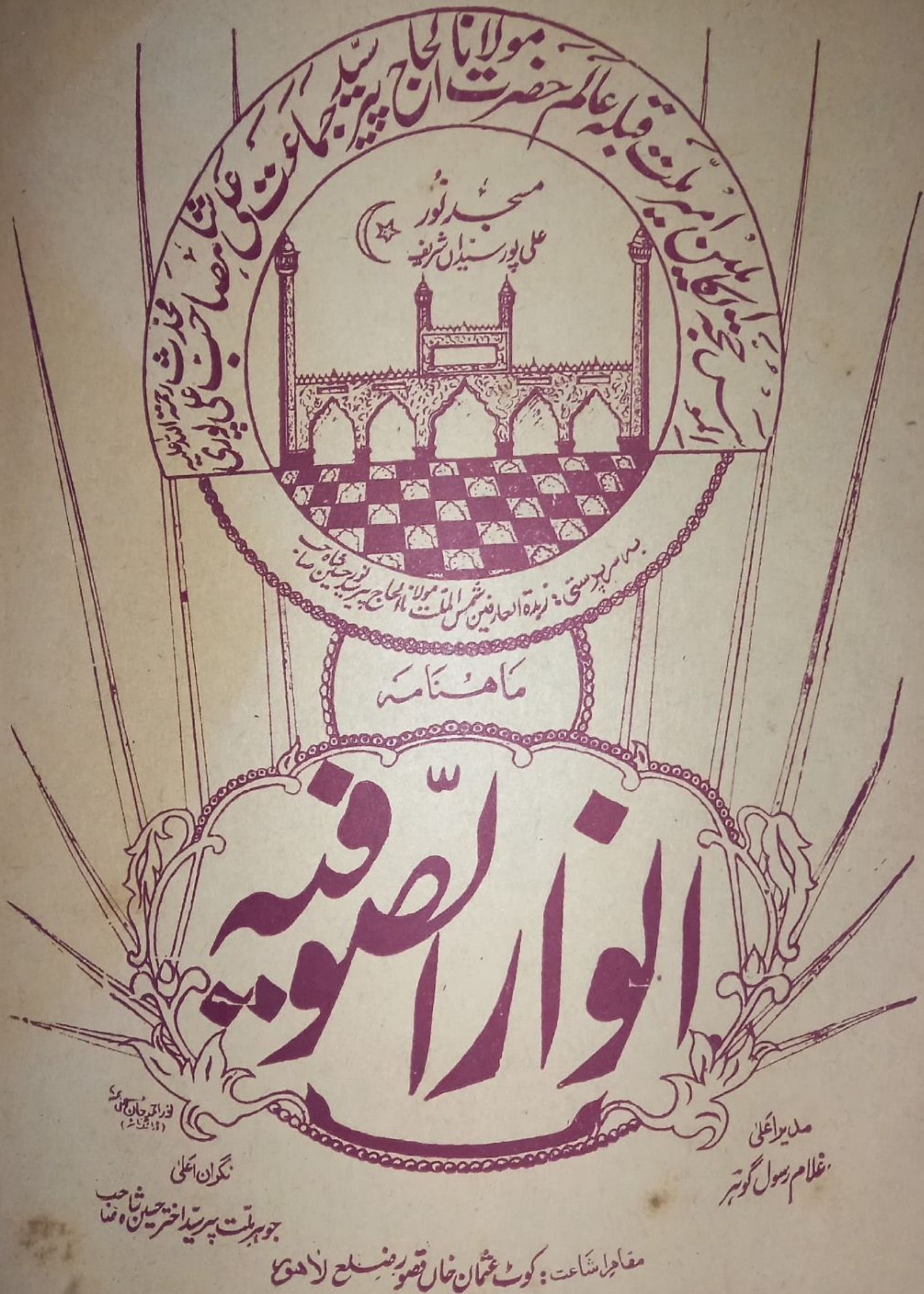

امیر ملت قبلہ عالم حضرت مولانا الحاج پیر سید جماعت علی شاہ صاحب محدث علی پوری
مسجد نور
علی پور سیداں شریف
بہ سرپرستی: زبدۃ العارفین شمس الملت مولانا الحاج پیر سید نور حسین شاہ صاحب
ماہنامہ
انوار الصوفیہ
مدیر اعلیٰ
غلام رسول گوہر
نگران اعلیٰ
جوہر ملت پیر سید اختر حسین شاہ صاحب
مقام اشاعت: کوٹ عثمان خاں قصور ضلع لاہور

بسرپرستی مولانا الحاج پیر سید نور حسین شاہ صاحب دامت برکاتہم
بہ نظرِ عنایت
حضرت مولانا الحاج پیر سید محمد حسین شاہ صاحب علیہ الرحمۃ
بہ ظلِ عاطفت
حضرت مولانا الحاج پیر سید حیدر حسین شاہ صاحب

ماہنامہ

انوار الصوفیہ

قصور

1972

جلد ۶۰ بابت ماہ دسمبر ۱۹۷۲ء شمارہ ۵
مطابق ذی قعدہ ۱۳۹۲ھ

ایڈیٹر : غلام رسول گوہر جماعتی
مدیر معاون : مولانا عبدالعزیز نقشبندی

بدل اشتراک

سالانہ چندہ	۵ روپے
معاونین سے	۱۰ روپے
سرپرست حضرات سے	۲۰ روپے

مقام اشاعت
اندرون کوٹ عثمان خاں قصور ضلع لاہور

پبلشر: غلام رسول گوہر پرنٹر: محمود الحسن
طابع: لاہور آرٹ پریس لاہور

ترتیب

○

اگر اوپر کے اس دائرہ میں سرخ نشان ہے تو اس کا مطلب یہ ہے کہ آپ کا چندہ اس ماہ ختم ہو چکا ہے لہذا آپ بدیدان رسالہ ہذا سالانہ چندہ مبلغ پانچ روپے ارسال فرمائیں

میرے اشعار نہیں بزمِ ہستی کے محتاج

مداحِ رسول حضرت مولانا حافظ مظہر الدین کی دیرینہ تمنا اور آرزو تھی کہ وہ سرکارِ دو عالم صلے اللہ علیہ وسلم کے در اقدس کی حاضری دیں اس شہر کی گلیوں اور بازاروں کو دیکھیں جہاں حضور پر نور صلے اللہ علیہ وسلم کے پائے اقدس کے نشان عشاق کی نگاہ میں اب تک موجود ہیں الحمد للہ مظہر صاحب پر اللہ تعالیٰ کی طرف سے عنایات کی بارش ہوئی۔ دستِ توفیق دراز ہوا اس مبارک سفر میں خوشی کے آنسو بہاتے ہوئے تخیلات کے بے کنار سمندر میں بہتے ہوئے دیارِ محبوبِ خدا کی طرف جا رہے ہیں۔ اس کیف و سرور کی رو میں جو نعت شریف انہوں نے لکھی ہے وہ روزنامہ [نوائے وقت] سے ذیل میں نقل کرتے ہیں۔ نعت کا ایک ایک مصرع ان کی قلبی واردات کا آئینہ ہے (گوہر)

جانبِ منزلِ محبوب سفر میرا ہے
ہائے کس عالمِ مستی میں گزر میرا ہے

اب تو یہ گردشِ تقدیرِ جہاں ہے میری
اب تو یہ سلسلۂ شام و سحر میرا ہے

اب میرے نغمے ہی سرشار و دلآویز نہیں
اب تو کچھ حال بھی شایانِ نظر میرا ہے

آج ہر اشک میں رنگینی و رعنائی ہے
قابلِ دید ہر اک لعل و گہر میرا ہے

جن کے جلووں کو ترستی ہے ملائک کی نظر
انہیں رستوں انہیں راہوں میں گزر میرا ہے

جسے کہتے ہیں مدینہ وہ ہے جنت میری
جسے کہتا ہے جہاں طیبہ وہ گھر میرا ہے

شکرِ ایزد درِ رحمت پہ جبیں ہے میری
شکرِ ایزد درِ سرکار پہ سر میرا ہے

یوں تو ہیں نعت کے اسلوب ہزاروں لیکن
طرحِ نو میری ہے یہ رنگ و گہر میرا ہے

عشق کا بار فرشتوں سے اٹھایا نہ گیا
عشق کو میں نے صدا دی یہ جگر میرا ہے

میرے اشعار نہیں بزمِ ہستی کے محتاج
میرے خواجہ کی نگاہوں میں ہنر میرا ہے

(از جناب قاضی محمد ارشاد الٰہی فیضی عصامی ساکن لوڑے تحصیل گوجرخاں ضلع راولپنڈی)

جواہر البیان فی تفسیر القرآن

تعبیر منام

یہ بحث کہ منام یعنی سونے کی حالت میں جو رؤیا (دیکھنا) ہوتا ہے۔ اس کی کیا حقیقت ہے، بہت طویل ہے آیندہ بعونہٖ تعالیٰ اپنے مقام پر اس کی تفصیل آئے گی۔ بعض الحاد پسند قسم کے لوگ اس کو وہمیات سے شمار کرتے ہیں۔ لیکن مومنین کے لئے تو وہی ایمان ہے جو قرآن و حدیث سے ثابت ہو جائے۔ خدائے قدوس فرماتے ہیں:۔

لَھُمُ الْبُشْرٰی فِی الْحَیٰوۃِ الدُّنْیَا وَ فِی الْاٰخِرَۃِ

یعنی ان کے لئے دنیا و آخرت کی زندگی میں بشارتیں ہیں۔

مفسرین کرام نے اس کی تفسیر میں دنیوی بشارتوں سے ایک قول میں رؤیائے صالحہ مراد لئے ہیں۔ اور اخروی بشارتوں سے رؤیت باری تعالیٰ اور حضرت یوسف علیہ السلام نے گیارہ ستارے اور چاند و سورج کو سجدہ گزار دیکھا تو عین موقعہ پر جبکہ انہوں نے انہیں سجدۂ ادب کیا پکار اٹھے:۔

ھٰذَا تَاْوِیْلُ رُءْیَایَ مِنْ قَبْلُ

یہ میری پہلے دیکھی ہوئی خواب کی تعبیر ہے۔

یہی نہیں بلکہ جب یہ خواب دیکھنے پر حضرت یعقوب علیہ السلام سے بیان فرمائی تو انہوں نے یہ نہ فرمایا کہ یہ وہم و خیال ہے۔ بلکہ فرمایا۔

وَکَذٰلِکَ یَجْتَبِیْکَ رَبُّکَ وَیُعَلِّمُکَ مِنْ تَاْوِیْلِ الْاَحَادِیْثِ

اور اسی طرح تیرا رب تجھے برگزیدہ کرے گا۔ اور تجھے باتوں کی تاویل (خوابوں کی تعبیر) کا علم دے گا۔

اور خدائے قدوس نے پورا فرمانے کے ساتھ تصدیق کی۔ وَکَذٰلِکَ مَکَّنَّا لِیُوْسُفَ فِی الْاَرْضِ وَلِنُعَلِّمَہٗ مِنْ تَاْوِیْلِ الْاَحَادِیْثِ

اور اس طرح ہم نے یوسف کو زمین میں جگہ (حکومت) دی اور تاکہ ہم اس کو باتوں (خوابوں) کی تاویل کا علم دیں۔

اور حضرت ابراہیم علیہ السلام نے ذبح پسر کا حکم خواب ہی میں دیکھا تھا اور اسے جب انہوں نے اپنی طرف سے پورا کر دکھایا تو مولا تعالیٰ نے فرمایا۔

وَنَادَیْنٰہُ اَنْ یّٰاِبْرٰھِیْمُ قَدْ صَدَّقْتَ الرُّءْیَا اِنَّا کَذٰلِکَ نَجْزِی الْمُحْسِنِیْنَ

اور ہم نے پکارا کہ اے ابراہیم تحقیق تو نے خواب کو سچا کر دیا۔ بیشک ہم اسی طرح نیکوکاروں کو بدلہ دیتے ہیں۔

اور حضور صلے اللہ علیہ وسلم کے متعلق مولا تعالیٰ نے فرمایا

لقد صدق اللہ رسولہ الرؤیا بالحق
تحقیق اللہ نے اپنے رسول کے خواب برحق
کو سچا کر دیا۔

علاوہ ازیں اس کے اثبات میں اور بھی بہت سی آیات موجود ہیں اور احادیث تو ہزاروں کی تعداد میں ہیں۔ صحاح میں تعبیر الرؤیا کا مستقل عنوان پایا جاتا ہے اور حدیث سے تو خواب صالحہ کو وحی کا جزو قرار دیا گیا ہے۔ اور ایک حدیث میں آیا ہے کہ:

بعد وفاتی ینقطع الوحی ولا ینقطع المبشرات
یعنی میری وفات کے بعد وحی تو منقطع
ہو جائے گی لیکن مبشرات منقطع نہ ہونگے

صحابہ نے عرض کیا یا رسول اللہ مبشرات کیا ہیں۔ آپ نے فرمایا:

الرؤیا الصالحۃ التی یراھا المرء الصالح
یعنی نیک خوابوں کا دیکھنا جسے نیک مرد دیکھے۔

اور ایک اور حدیث میں وارد ہوا کہ جب کوئی مومن خواب دیکھے یا اس کو خواب میں اور لوگ دیکھیں تو اس خواب کی تعبیر کا جاننا واجب تاکہ وہ خواب نیک سے خوشی و خرمی کا لطف پائے۔ اور خواب بد سے ڈرے اور پرہیز کرے یعنی دعا۔ عبادات و صدقات میں مشغول ہو۔ اسی وجہ سے علماء نے علم تعبیر منام کو رفیعۃ المقام قرار دیتے ہوئے اس فن میں بھی مستقل تصنیفات تالیف فرمائیں۔ ابن سیرین رحمۃ اللہ نے کئی رسائل اس فن میں قلمبند کئے۔ چنانچہ فقیر غفراللہ کے مطالعہ میں تعبیر الرؤیا لابن سیرین اور منتخب الکلام لابن سیرین موجود ہیں۔ ابن شاہین نے الاشارات فی العبارات اور علامہ عبد الغنی النابلسی رحمۃ اللہ علیہ نے تعطیر الانام کے نام سے دو ضخیم جلدوں میں تالیف کی اور ابو الفضل حسین بن ابراہیم محمد تفلیسی نے کامل التعبیر کے نام سے فارسی میں ایک ضخیم کتاب تیار کی۔ علامہ دمیری شافعی نے حیوٰۃ الحیوان میں ہر لفظ کے ماتحت تعبیر کا عنوان رکھا۔ ان کے علاوہ کچھ قلمی کتب بھی تعبیر منام میں نظر سے گذریں۔ اس علم کی رفعت شان کے زیر نظر قرآن سے متعلقہ تعبیرات کا تذکرہ مسکین وفقہ اللہ المبین نے بھی اختیار کیا تا ناظرین تفسیر اس لطف سے بھی بہرور رہ سکیں۔ باللہ التوفیق وعلیہ التکلان الیہ الاستغاثۃ ومنا الغفران۔

مصحف شریف

مصحف مبارک خواب میں دیکھنا کئی وجہ پر ہوتا ہے۔ مطلق سے علم و حکمت مراد ہوتی ہے اور حسن دین۔ رفعت ذکر۔ شان و شوکت۔ رزق حلال۔ اعداء نصرت و قوت۔ امانت و وراثت میں سے کسی پر دلیل ہوتی ہے اور کبھی مرد کیلئے نیک بیوی اور عورت کے لئے خاوند اور کبھی اولاد اور کبھی باغوں پھلوں وغیرہ پر بھی تعبیر ہوتی ہے کبھی مقامات عبادت و مساجد پر دلالت اور کبھی مطاع یعنی ایسا آدمی جس کی فرمانبرداری کی جائے مثلاً والد، پیر، استاد، مؤدب بادشاہ یا کوئی اور معزز و مکرم ہستی مراد ہوتی ہے بعض اوقات کسی امر میں بشارت جتانا اور فعل بد پر انذار مقصود ہوتا ہے اور کبھی سطوت تولیت اور قوت تاویل ہوتی ہے بعض اوقات گھر یا خاندان کے معزز و نیکوکار آدمی سے مراد ہوتی ہے۔ کبھی اخبار

غریبہ اور امور عجیبہ پر وقوف ہونا ہوتا ہے اور کبھی ایسی چیزوں سے مراد ہوتی ہے کہ جو عام پھیلنے والی ہوں مگر ان میں سے ہر ایک میں اچھائی اور نیکی کا وجود ضرور شامل ہوتا ہے واللہ تعالیٰ اعلم۔

مصحف پانا

اس میں علم و حکمت کا حاصل ہونا یا اولاد ہاتھ آنا اور بے جورو کے لئے بیوی ملنا ذلیل کے لئے عزت حاصل ہونا اور دشمنوں میں گھرے ہوئے کے لئے نصرت و قوت مہیا ہوتی ہے۔ بعض اوقات کسی نیک اور معزز انسان سے ملاقات میسر آتی ہے اور کبھی مال و دولت نصیب ہونا ہوتا ہے اور ان سب میں نیکی ملحق ہوتی ہے کبھی گمشدہ اور غائب کا پانا اور مسافر ہونا ہوتا ہے۔

مصحف اٹھانا

مصحف کا اٹھا لینا خواب میں احکام شرعیہ کی پابندی اور دین کی اصلاح کامل یہاں تک کہ درجۂ ولایت عظمیٰ میں داخل ہونا ہوتا ہے۔ کبھی معزز کی دعوت کرنے پر تاویل ہوتا ہے۔

مصحف خریدنا

مصحف کو خریدنا اس بات پر دلیل ہے کہ وہ علم کی طلب میں ہمہ تن مصروف ہو اور آخر اس کو مہیا کرے اور وہ علم دین کا ہو۔ اس کے حاصل کرنے میں اسے استاد کی خدمات بھی سرانجام دینا پڑیں گی مگر وہ اسے قبول رکھے گا۔ حتیٰ کہ وہ علم دین میں کامل ہو جائے گا۔ اور لوگوں میں مشہور اور مبلغ و نافع ہو سکتا ہے وہ دوسری امور بھی سرانجام دینے لگے۔

مصحف کا پاس رکھنا

جو شخص اپنے پاس مصحف دیکھے وہ عزت اور علم بلکہ سلطنت و حکومت حاصل کرے کبھی یہاں مرد کے لئے بیوی اور عورت کے لئے خاوند کی تاویل ہوتی ہے۔ اگر بیمار دیکھے تو صحت و شفا حاصل ہوتی ہے۔ اگر دشمن رکھتا ہو تو نصرت و قوت پاتا ہے اور اگر گنہگار ہو تو یہ نصیب ہوتا ہے۔ خدا تعالیٰ کی طرف دھیان لگا لیتا ہے۔ اور کبھی وراثت ملنا ہوتی ہے۔ اگر بدعت و ضلالت میں مصروف ہو تو اس کیلئے اس سے انذار کیا جاتا ہے۔ اور مصحف مطلق اور مصحف پانا کے عنوان سے جو کچھ گذرا ان میں سے کوئی ایک حسب موقعہ تاویل ہو سکتی ہے۔

مصحف کو گلے میں لٹکانا

اگر دیکھا کہ مصحف کو گلے میں لٹکا لیا تو مرتبۂ ولایت پر فائز ہو یا امانت اس کے سپرد ہو اور قرآن یاد کرنے والا یا اٹھانے والا یعنی عالم باعمل ہوگا اور بعض نے نجات۔ امن اور دیانت کے حصول سے تعبیر کہی ہے۔

مصحف کو سینے سے لگانا

یہ بھی یہی تعبیر رکھتا ہے جو ابھی مصحف گلے میں لٹکانے کے عنوان سے گذری اور بیمار کے لئے صحت حاصل ہونے کی دلیل ہے کیونکہ قرآن میں خود شفاء لما فی الصدور کہا گیا ہے اور اگر سینہ یا دل

کوئی بیماری رکھتا ہو تو اس سے بالکلیہ شفا حاصل ہونا مراد ہے۔ یہاں تک کہ دمہ کا مریض اگر ایسا دیکھے تو دمے سے بالکلیہ نجات یعنی شفا حاصل ہو گی۔ حاسد اور کینہ ور یہ دیکھے تو اس سے حسد اور کینہ جاتا رہے اور حال صالح ہو جائے۔

مصحف کا گود میں دیکھنا

اگر اپنی گود میں مصحف دیکھے تو اس کے ہاں ایسا لڑکا ہو جو قرآن حفظ کرے اور یہی تعبیر ہے جبکہ یوں دیکھا کہ اس کی گود میں مصحف ہے اور مرغی کا بچہ آیا اور ساری کتابت مصحف کو اس نے چن لیا۔ جیسا کہ علامہ نابلسی رحمۃ اللہ علیہ نے بیان فرمایا ہے۔

مصحف کو کھولنا اور نظر کرنا

اگر مصحف کو اپنے ہاتھ میں دیکھا اور کھولا تو جو لکھا ہے وہی اس کی تعبیر ہے۔ اگر مجمل ہے تو جو اس کی تفسیر ہے وہی اس کی تاویل ہے۔ اگر متشابہات و مقطعات دیکھنے میں آئے تو مشکل در پیش ہو۔ مگر انجام بہتر اور مسعود ہو کہ اس میں اعانت ایزدی ساتھ رہے۔ اور اگر دیکھا کہ مصحف کی سطریں یا حروف ٹیڑھے ہیں تو دیکھنے والے کی پابندئ احکام میں اس ٹیڑھ کے موافق فرق آ جائے۔ اور اگر کھول کر دیکھا لیکن اندر سے مصحف بالکل خالی پایا یا کچھ لکھا نہ تھا تو یہ اس کی منافقت کی دلیل ہے۔ اللہ تعالیٰ کی طرف فوراً دل سے متوجہ ہو جانا چاہیئے اور بعض اوقات کسی معاملہ میں اس سے یہ واقع ہو کہ ظاہر پہ کچھ کہے اور باطن میں اس سے خلاف ہو اگر وہ،

حافظ قرآن یا عالم اور قرآن پڑھا سکنے والا ہے تو کسی کو قرآن سکھانے علم پڑھانے کی تعبیر بھی ہو سکتی ہے اور اگر دیکھا کہ مصحف میں دیکھتا ہے اور چادر میں لکھتا ہے تو یہ اس پر دلیل ہے کہ وہ اپنی رائے سے تفسیر قرآن لکھے گا۔ اس سے فوراً توبہ کر لینا چاہیئے

مصحف چومنا

اگر مصحف مبارک کو چوم لیا تو دیکھنے والا اطاعت شرعیہ کا پابند اور نیکی پر محکم و مستعد رہے گا۔

مصحف کا سر آنکھوں سے لگانا

کرمانی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ اگر مصحف کو کھول کر سر آنکھوں سے لگاتا دیکھا تو اس کے موافق کوئی کام کرے یا اس کو حکومت حاصل ہو اور اس میں قانون شریعت رائج کرے۔

مصحف کا مسجد میں دیکھنا یا رکھنا

اگر مسجد میں امام یا خطیب نہ ہو تو اس کے اس مسجد میں مقرر ہونے کی علامت ہے یا بادشاہ کو احکام شرعیہ کی طرف توجہ ہونا یا توجہ دلانا ہوتا ہے۔ یہاں تک کہ وہ احکام شرعیہ نافذ کر دے گا۔ یا رائی اپنے لڑکے وغیرہ کو نیکی کی ترغیب دے کر عبادت وطاعت میں لگا دے۔

مصحف کا مسجد کے منبر پر رکھنا

اور اگر مصحف کو مسجد کے منبر پر کھول کر رکھا تو اگر ایسا دیکھنے والا حافظ القرآن ہو یا قرآن کا عالم ہو تو

اس کو نیکی میں شہرت حاصل ہوگی اور بعض اوقات کسی جماعت کو نفع پہنچانا حاصل ہوتا ہے۔

مصحف کے اوراق چن کر اکٹھے کرنا

جس نے دیکھا کہ وہ مصحف مبارک کے اوراق کو اکٹھا کر رہا ہے تو اس کی تعبیر یہ ہوکہ وہ حکمت تلاش کرے اور اس میں کامیاب ہو جائے۔ یا میراث حاصل کرے

مصحف کی ورق گردانی

مصحف کی ورق گردانی میں عمر کی تاویل ہے۔ علامہ نابلسی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا کہ جس نے سب قرآن کی ورق گردانی کی اس کی عمر دراز ہوگی۔

مصحف چرانا

مصحف کا چرانا خواب میں نمازوں میں کمی کرنے پر تعبیر ہوتی ہے۔

مصحف کھانا

مصحف کو یا اس کے اوراق کا کھانا اس امر کی دلیل ہے کہ قرآن کے ذریعہ سے کما کر کھانے پینے میں مصروف ہو زیادہ تر یہ کہ قرآن مجید کی کتابت اجرت پر کرے اور ابن شاہین نے کہا کہ اس خواب کو دیکھنے والا اگر متقی یا مومن ہو تو وہ قرأت قرآن کثرت سے کرے ورنہ تو فقط تلاوت قرآن پر تاویل ہوگی۔ اور علامہ نابلسی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ جو شخص خواب میں اوراق قرآنی کھائے وہ رشوت کا مال کھائے اور عامی آدمی اگر اس کے اوراق یا سطور کو کھا جائے تو وہ بذریعہ تلاوت یا تعلیم قرآن کا مال کھائے۔ اور اگر یوں دیکھا کہ وہ اوراق مصحف کھانا چاہتا ہے لیکن کھا نہیں سکا تو یہ خواب دیکھنے والا اگر صالح اور نیکو کار ہے تو حفظ قرآن کا معالجہ کرے اور ہو سکتا ہے کہ وہ اس میں کامیاب ہو جائے۔ اور قرآن مجید یاد کرلے اور اگر صالح نہیں ہے تو حفظ کا ارادہ اور کوشش تو کریگا لیکن اس کا کوئی نتیجہ برآمد نہ ہوگا۔ واللہ اعلم

مصحف کو چبانا

علامہ نابلسی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا اگر بادشاہ یہ دیکھے کہ مصحف چباتا ہے تو اس کی موت ہو جائے اور اگر قاضی دیکھے تو رشوت کمائے۔

مصحف پھاڑنا

اگر یہ دیکھے کہ اس نے مصحف کو پھاڑا تو احکام شرعیہ سے نافرمانی اور روگردانی پر دلیل ہے۔ خصوصاً یہ کہ نمازوں میں کسل اور سستی کرتا ہوگا اسے فوراً توبہ کرکے پابندیٔ شریعت کی طرف مشغول ہونا چاہیے اور خصوصاً نمازوں کی پابندی پر مستعد ہو جائے اور بعض نے کہا کہ جس نے یہ دیکھا کہ اس نے اپنے ہاتھ سے مصحف کو پھاڑا تو وہ کسی مُنزّل من اللہ یعنی قرآن کی آیت یا سورۃ یا کسی پوری کتاب کے کلام الٰہی ہونے سے انکار یا اس کے کسی حکم کی تکذیب کرے گو یا ایمان چھوڑ کر کفر اختیار کرے۔ نعوذ باللہ علی العظیم

مصحف چھن جانا یا گر جانا

اگر کسی نے دیکھا کہ مصحف اس سے گر گیا ہے۔

یا اس سے لے لیا گیا ہے تو اگر وہ نوکری پیشہ اور وظیفہ خوار ہے تو اپنے منصب سے معزول ہوگا اور اگر عالم ہے تو بھی یہی کہ وہ اپنے روزگار سے معزول ہوگا اور اگر ایسا نہیں ہے تو یہ خواب اچھا نہیں ہے کہ بعض نے فرمایا کہ یہ خواب اس پر دلیل ہے کہ اس کا علم چھن جائے گا اور اس کا عمل دنیا میں منقطع ہو جائے گا۔ چاہیے کہ توبہ استغفار کرے اور خدائے قدوس سے گڑگڑا کر دعائیں مانگے بعض اوقات کسی عزیز کی جدائی یا عزیز کی موت پر تعبیر ہوتی ہے۔

مصحف کا محو کرنا

بعض اوقات اس کی تعبیر یہ ہوتی ہے کہ قرآن حفظ کرے گا۔ اور بادشاہ کے لئے یہ تاویل ہے کہ وہ شہر سے خارج ہوگا اور قاضی کے لئے اس کی موت کی خبر ہے۔ اور اگر کوئی گواہ ایسا دیکھے تو وہ گواہی سے پھر جائے اور اگر کوئی یوں دیکھے کہ زبان سے چاٹ کر مصحف کو محو کرتا ہے تو بہت بڑا گناہ کرے یا کفر میں مبتلا ہو کیونکہ اللہ تعالےٰ نے فرمایا ہے

ان یطفئوا انور اللہ بافواھھم

مصحف کا جلنا یا جلانا

اگر یہ دیکھا کہ اس نے مصحف کو جلا دیا تو یہ اس کے دین اور اعتقاد کے فساد کی اور اس کے عقل میں فتور آنے کی دلیل ہے۔ اور اگر یوں کہ جل گیا تو بادشاہ یا حاکم۔ قاضی یا معزز شہر کی موت پر دلالت ہے۔

باقی باقی

جن حضرات نے رسالہ کی امداد فرمائی ان کے اسماء گرامی مندرجہ ذیل ہیں

جناب صوفی عبدالرشید صاحب بستی غازی خان ضلع جھنگ۔ مبلغ یکصد روپیہ

جناب صوفی حافظ محمد صدیق انور جماعتی ملتان پچیس روپے

جناب پروفیسر منشاد علی صاحب بہاولپور دس روپے

جناب صوفی محمد شفیع صاحب ٹاہلی والا کھوہ لائلپور بائیس روپے

جناب صوفی محمد علی صاحب بھلوال ضلع سرگودھا بدست حافظ نور احمد صاحب قصوری۔ پچیس روپے

انتباہ

جن لوگوں کی خدمت میں رسالہ ہذا اپنے پہلے صفحہ پر سرخ نشان دکھا رہا ہے مہربانی کر کے وہ آج ہی اپنا سالانہ چندہ بذریعہ منی آرڈر ادا کر کے شکریہ کا موقع دیں۔

گوہر

عرس مجدد الف ثانی

موضع مرحو کلاں چک ۴۲ میں مورخہ ۳ نومبر بروز منگل عشاء کی نماز کے بعد جناب صاحبزادہ سید عاشق حسین صاحب سرہندی کی صدارت میں حضرت مجدد الف ثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا سالانہ عرس شریف ہوا۔ عالی جناب مولنا میاں محمد جمیل احمد صاحب شرقپوری نے خطاب فرمایا۔

گلہائے چیدہ

ابراہیم خورض رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ فرماتے ہیں میں ایک سفر میں تھا۔ راستے میں مجھے سخت پیاس لگی۔ یہاں تک کہ میں اس شدت سے بیہوش ہو کر گرا۔ جب مجھے افاقہ ہوا تو میں نے معلوم کیا کہ میرے منہ پر پانی کے چھینٹے پڑ رہے ہیں۔ جس سے مجھے توانائی حاصل ہوئی اور میں ہوش میں آیا۔ یہ بات دریافت کرنے کے لیے کہ ٹھنڈے پانی کے چھینٹے کون مارتا ہے میں نے اپنی آنکھوں کو کھولا کیا دیکھتا ہوں کہ ایک نہایت خوبصورت انسان میرے پاس گھوڑے پر سوار ہے سبز رنگ کے کپڑے پہنے ہوئے ہے۔ اور اس کے سر پر زرد رنگ کی پگڑی ہے اس کے ہاتھ میں پانی کا پیالہ ہے۔ اس نے وہ پانی مجھے دیا اور کہا اس کو پی لے۔ میں نے خوب سیر ہو کر پیا۔ یہاں تک کہ سیراب ہو گیا۔ اس کے بعد اس نے گھوڑے پر اپنے پیچھے مجھ کو سوار کیا۔ اور چل پڑا اور کہا تو نے کہاں جانا ہے۔ میں نے کہا مدینہ شریف۔ اس نے مجھ کو مدینہ شریف اتار دیا۔ اور کہا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں میرا سلام عرض کرنا۔ کہ رضوان خازن جنت حضور والا کی خدمت میں بصد ادب و احترام سلام عرض کرتا ہے۔

فتنۂ خلق قرآن کی روک تھام کے لئے امام وقت احمد بن حنبل رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے جرأت مندانہ اقدام اٹھایا تھا۔ مقام غور ہے کہ ایک طرف حکومت کی قہرمانی طاقت تھی اور دوسری طرف ایک امام کی شخصیت۔ خلیفۂ بغداد مامون رشید نے یہ اعلان کر دیا تھا کہ حکومت کا مذہبی عقیدہ یہ ہے کہ قرآن مخلوق ہے جو شخص بھی اسے غیر مخلوق کہے گا خواہ اس کی حیثیت کچھ ہی کیوں نہ ہو اسے عبرتناک سزا دی جائے گی۔

امام وقت نے اس اعلان کی مطلق پرواہ نہ کی اور ڈنکے کی چوٹ اپنی آواز کی پوری گونج اور کڑک کے ساتھ کہا کہ "قرآن غیر مخلوق ہے" جب کلیم ابدی سرمدی اور دائمی ہے تو یہ کیسے ہو سکتا ہے کہ اس کے کلام پر ابدیت کی مہر ثبت نہ ہو۔ وہ خود خالق ہے۔ اس کا کلام کیسے مخلوق ہو سکتا ہے۔ شدہ شدہ یہ الفاظ مامون رشید کے گوش گذار ہوئے اس نے فوراً حکم دیا۔ کہ امام کی مشکیں باندھی جائیں اور بغداد کی گلیوں میں ان کی اس جرأت ناک سزا کی تشہیر کی جائے کہ ان کے جسم پر کوڑے برس رہے ہوں۔ خلیفہ کے اس حکم کی تعمیل کی گئی۔ امام احمد بن حنبل پر جب

کوڑے برس رہے تھے تو بتقاضاءِ بشریت امام عالی مقام کے دل میں یہ وسوسہ ابھرا کہ مجھے اپنے دعوے سے دست بردار ہو جانا چاہیے۔ یہ وسوسہ پیدا ہوا ہی تھا کہ ان کے پاس سے گھٹنوں کے بل گھسٹتا ہوا ایک عمر رسیدہ شخص گذرا اور چپکے سے کہا اے امام میں ڈاکو ہوں۔ ایک ہاتھ اور ایک پاؤں ڈکیتی میں کاٹا جا چکا ہے لیکن اس کے باوجود میں نے اپنے جی میں یہ بات ٹھان رکھی ہے کہ جب تک دم میں دم ہے ڈکیتی سے باز نہیں آؤں گا۔ آپ تو امام ٹھہرے۔ آپ نے جو بات کہی ہے وہ بھی ایک حقیقت ہے دیکھنا کہیں قدم متزلزل نہ ہو جائیں۔ جمے رہنا۔ فتنہ خلق قرآن بھی ختم ہوا۔ اور وہ حالات بھی تبدیل ہو گئے۔ جن کے تحت اس فتنے نے سر اٹھایا تھا۔ امام احمد بن حنبل پھر پہلے کی طرح عزت و احترام کی نگاہوں سے دیکھے جانے لگے۔ لیکن امام اس ڈاکو کی بات نہیں بھولے جس نے بر وقت آپ کو راہِ راست دکھائی تھی۔ ڈاکو اور رہنمائی کتنی عجیب بات ہے لیکن یہ تاریخی حقیقت جس کا اظہار ہم نے اوپر کے واقعہ میں کیا ہے جھٹلائی نہیں جا سکتی۔ کیا خوب فرمایا کسی شاعر نے۔

نکل جاتی ہو سچی بات جس کے منہ سے مستی میں
فقیہہ مصلحت بیں سے وہ رندِ بادہ خوار اچھا

اللہ متقین کا دوست ہے

سورۃ جاثیہ کی ایک آیت اس پر ختم ہوتی ہے۔ معنی اس کا یہ ہے کہ اللہ متقین کا دوست ہے۔ متقین مومنوں اور مسلمانوں کی صفت ہے۔ کفار کی نہیں۔ کفار میں سے اخلاق و کردار کے اعتبار سے کتنا ہی کوئی شریف النفس اور قوم کا خیر خواہ اور ہمدرد ہو۔ اس کو متقی نہیں کہا جا سکتا۔ اس کے برعکس غلامانِ مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم سے کوئی شخص اگرچہ کتنا ہی گنہگار کیوں نہ ہو مگر اس کو متقی کہنا جائز ہے اس لئے کہ کم از کم اس میں شرک و کفر سے تو تقویٰ ہے ہی۔ ہر مسلمان متقی ہے۔ متقی اسم فاعل ہے۔ تقویٰ اس کی صفت ہے۔ متقی کے اصل معنی اللہ اور اس کے رسول کی نافرمانی سے بچنے والے کے ہیں۔ جو بھی مسلمان اوامر کو بجا لائے اور نواہی سے اجتناب کرے۔ حلال و حرام کے مابین امتیاز کرنے۔ شبہات سے پرہیز کرے۔ حرام میں مبتلا ہونے کے خوف سے بعض وقت بعض مباحات کو بھی ترک کر دے وہ بہت بلند مرتبہ متقی ہے۔ ایسے لوگوں کا اللہ دوست ہے اور یہ اللہ کے دوست ہیں۔ جس کسی نے کسی سے دوستی کا عہد باندھا ہے وہ ہر وقت اس خطرے اور اندیشے کے پیش نظر کہ اس کی دوستی کو ٹھیس نہ پہنچے یعنی اس کا دوست اس کے کسی قول و عمل سے ناراض نہ ہو جائے اپنے آپ کو محتاط رکھتا ہے۔ وہ وہی کام کرتا ہے جس سے اس کا محبوب راضی ہو اور اس کے حضور میں اس کو مزید قرب ہو۔ یہی وجہ ہے کہ جو لوگ تقویٰ کے عالی مقام پر فائز اور متمکن ہوتے ہیں وہ کوئی ایسا عمل نہیں کرتے جس کو نافرمانی یا گناہ کہا جائے۔ ان کا ہر کام اطاعت و فرمانبرداری کی

بقیہ صفحہ پر

مترجم
مدیر مسئول

قسط نمبر 3

ھدیۂ احمدیہ

ملہ میاں احمد شاہ مولوی سیف الدین کے بیٹے کے تین لڑکے اور دو لڑکیاں ہیں لڑکوں کے نام یہ ہیں۔ اکبر شاہ۔ جہان شاہ۔ میاں عظیم شاہ۔ جہان شاہ کی کوئی اولاد نہیں ہوئی۔ لڑکیوں کے نام یہ ہیں بی بی رقیہ بی بی حسن جہاں۔ بی بی رقیہ کا نکاح نجم الدین بن صمصام اللہ سے ہوا۔ بی بی حسن جہاں قرآن پاک کی حافظہ تھیں اور ان کا نکاح صمصام اللہ کے دوسرے بیٹے قمر الدین سے ہوا۔

میاں عظیم شاہ کے تین لڑکے اور تین لڑکیاں ہیں۔ بڑے لڑکے کا نام میاں رحیم شاہ، اس سے چھوٹے کا کریم شاہ اور اس سے چھوٹے کا نام میاں نعیم شاہ تھا۔ اور بڑی لڑکی کا نام سراج بیگم اور اس سے چھوٹی کا نام بی بی جمیلہ اور اس سے چھوٹی کا نام بی بی صدیقی تھا۔ اور میاں نعیم شاہ کی والدہ کا نام امۃ العزیز ہے۔ جو حکیم احمد حسین مجددی بھیوی کی صاحبزادی ہے۔ اور میاں کریم شاہ اور میاں رحیم شاہ اور بی بی سراج بیگم کی والدہ مجددیہ خاندان سے نہیں ہے۔

میاں رحیم شاہ کے تین لڑکے اور تین لڑکیاں ہیں۔ لڑکوں کے نام بالترتیب لطیف احمد۔ محمد یوسف۔ محمد اسحاق ہے۔ اور لڑکیوں کے نام بالترتیب بی بی مرشد بیگم۔ بی بی امۃ الحلیم۔ بی بی اسعدی ہے۔ بڑی لڑکی کا نکاح مولوی علاؤ الدین بن بن حافظ قطب الدین سے ہوا۔ ان کی وفات کے بعد ان کا نکاح شیخ محمد معصوم سے ہوا۔ دوسری لڑکی کا نکاح امیر حسین بن شاہ وزیر حسین سے ہوا۔ اور تیسری لڑکی کا نکاح فرید النبی بن وحید النبی سے ہوا۔

لطیف احمد کی دو لڑکیاں اور ایک لڑکا حسین احمد ہے۔ بڑی لڑکی کا نام بی بی امۃ البصیر اور چھوٹی کا نام بی بی فاروقی بیگم ہے۔ بڑی لڑکی فوت ہو گئی اور دوسری بقید حیات موجود ہے (یعنی محرر سطور کے زمانہ میں جو ۱۳۱۳ھ ہے

میاں کریم شاہ بن عظیم شاہ کا ایک لڑکا اور دو لڑکیاں ہیں۔ لڑکے کا نام شفیع احمد تھا جو چھوٹی عمر میں فوت ہو گیا۔ بڑی لڑکی کا نام بی بی حبیب النساء اور اس سے چھوٹی کا نام بی بی نجیب النساء ہے۔ یہ دونوں ابھی چھوٹی ہیں۔ سن بلوغت کو نہیں پہنچیں۔ (یہ بات بھی ۱۳۱۳ھ کی ہے)

میاں نعیم شاہ عظیم شاہ کا تیسرا لڑکا جس کو افتخار الدین بھی کہتے۔ ان کی صرف ایک لڑکی ہے۔ جس کا نام راحت بیگم ہے۔ میاں محمد شاہ احمد شاہ کا بھائی اور مولوی سیف الدین کا لڑکا ہے ان کے دو لڑکے اور چار لڑکیاں ہیں۔

لہ حضرت مجدد الف ثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی اولاد سے ہونے کی وجہ سے فاروقی ہیں۔ آپ کی اولاد میں بعض کے نام کے آخر میں شاہ کا جو الحاق ہے۔ یہ اس وقت کے عرف کے اعتبار سے ہے۔ جیسے کہ آج کل جو سید ہیں ان کے نام کے آخر شاہ کا الحاق عرف ہو گیا ہے۔

لڑکوں کے نام محمود شاہ اور غلام علی ہیں - غلام علی کی کوئی اولاد نہیں - لڑکیوں کے نام یہ ہیں بی بی فاطمہ بی بی خدیجہ - بی بی عصمت - بی بی جان - بی بی فاطمہ غیر قوم میں جالندھر کے قاضی صاحب سے بیاہی گئیں بی بی خدیجہ کا بھی کسی غیر قوم میں نکاح ہوا - بی بی عصمت کا ابھی تک نکاح نہیں ہوا - بی بی جان مولوی شفیق الرحمان بن نجم الدین بن صمصام اللہ سے بیاہی گئیں -

محمود شاہ بن محمد شاہ کے دو لڑکے ہیں - بڑے لڑکے کا نام محمد شریف اور چھوٹے کا نام معصوم شاہ ہے - محمد شریف کے ہاں اب تک کوئی اولاد نہیں ہوئی - معصوم شاہ کے ہاں ایک لڑکا ہوا - اس کا نام معلوم نہیں اور وہ چھوٹی عمر میں فوت ہو گیا -

حضرت شاہ سراج احمد صاحب قدس سرہ شاہ محمد پیر مذکور کے بھائی اور حضرت محمد مرشد کے بیٹے ہیں - عالم و فاضل اور صاحب نسبت تھے - مجددی حضرات کے انساب میں انہوں نے نہایت جامع اور بڑی مفید کتاب سید المرشدین تصنیف کی ہے - اس کے علاوہ علم حدیث میں بھی آپ کی چند تصانیف ہیں - ان میں سے ایک صحیح مسلم اور جامع ترمذی کا فارسی ترجمہ ہے جو محرر سطور کی نظر سے گذرا ہے - یہ بزرگ ۱۱۷۶ھ میں سترہویں شعبان شہر سرہند شریف میں پیدا ہوئے - اور ۱۲۳۰ھ میں جمعرات تیرہ ذی الحج کو شہر لکھنؤ میں وفات پائی اور آپ کا تابوت رام پور میں لایا گیا اور ان کے والد ماجد کے پہلو میں ان کو دفن کیا گیا - احقر محرر سطور ان کے مزار شریف میں حاضر ہوا ہے اور فاتحہ خوانی کی ہے - اور سلسلہ حدیث شریف بھی ان تک متصل کیا ہے - ان کے دو لڑکے غلام حسین اور سراج احمد ہیں اور تین لڑکیاں ہیں جن کے نام یہ ہیں - بی بی حضرت بیگم - بی بی امۃ القیوم - بی بی جوہر آرا بیگم - اول الذکر میاں پارسا بن میر بادشاہ سے منسوب ہیں - ثانی الذکر میاں احمد شاہ بن سیف الدین سے اور مؤخر الذکر مولوی غلام مرتضٰے بن سراج النبی سے منسوب ہے -

باقی باقی

بقیہ گلہائے چیدہ

خوشگوار فضا میں ہو گا - اور اللہ کے نزدیک ان کا مقام اس حد تک قریب ہوتا ہے کہ ان کے جملہ اعضاء جسم اللہ کی رضا اور خوشنودی کے تابع ہو جاتے ہیں اور ان کو دیکھنے سے ایک غافل انسان کے قلب سے غفلت کے پردے دور ہو جاتے ہیں - اور اس کو اللہ یاد آجاتا ہے - یہی وہ لوگ ہیں جن کو رب تعالیٰ نے قرآن پاک میں صادقین فرمایا اور ان کی معیت کا حکم دیا - یہی وہ لوگ ہیں جن کے پاس بیٹھنے والا بدبخت نہیں رہتا - یہی وہ لوگ ہیں جن کے راستے کو قرآن پاک میں اللہ تعالیٰ نے صراطِ مستقیم کہا ہے -

تحفۃ البہیۃ ترجمہ مجالس السنیۃ

بارھویں مجلس بارھویں حدیث

یہ چند مواعظ امانت کے متعلق بارھویں مجلس کو پورا کرنے کے لئے ذکر کئے جاتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا
آیت کا ترجمہ ـــــــــــــــــ بے شک تمہیں اللہ حکم دیتا ہے
کہ تم امانتوں کو اس کے مالکوں کے حوالے کرو۔ کہا گیا ہے آیت سے مراد تمام امانتیں ہیں۔ براء ابن عازب۔
ابن مسعود ابی ابن کعب نے کہا وضو میں نماز میں زکوٰۃ میں روزے میں ناپ تول میں ودائع میں ہر چیز میں
امانت ہے۔ ابن عمر نے کہا اللہ تعالیٰ نے نوع انسان کو پیدا کیا اور فرمایا یہ امانت ہے۔ جس کو میں نے تیرے سپرد
کیا ہے تو اس کی حفاظت کر۔ اور اس کا حق ادا کر۔ جاننا چاہیئے کہ انسان کے جملہ اعضا میں سے ہر عضو میں امانت
کا وجود ہے۔ زبان کی امانت یہ ہے کہ وہ اس کو جھوٹ میں غیبت میں بدعت میں نہ چلائے۔ اور آنکھ
کی امانت یہ ہے کہ اس کے ساتھ حرام کو نہ دیکھے۔ اور کان کی امانت یہ ہے کہ اس سے حرام آوازیں نہ سنے۔
اسی طرح تمام اعضاء کو قیاس کر لو۔ یہ سب امور امانتیں ہیں اللہ کے حق میں (یعنی یہ اللہ کے فرائض اور اس
کے حقوق ہیں جنکا ادا کرنا اظہار عبودیت کے لئے عبد پر ضروری ہے) لیکن وہ امانتیں جن کا تعلق لوگوں سے ہے وہ ودائع
کا لوٹانا اور ناپ تول میں کمی نہ کرنا ہے بدترین تاجر وہ ہے کہ جب خریدتا ہے تو گز کو ڈھیلا رکھتا ہے اور
جب بیچتا ہے تو کس کر رکھتا ہے۔ امراء کے لئے امانت یہ ہے کہ وہ رعیت میں عدل و انصاف کریں۔ اور
علماء کے لئے امانت یہ ہے کہ وہ عوام کو طاعت اور نیک اخلاق کی تعلیم دیں اور اس کا شوق دلائیں۔ اور ان
کو معاصی سے اور تمام قبائح مانند تعصبات جاہلانہ سے روکیں اور عورت کی امانت اس کے شوہر کے حق میں یہ
ہے کہ وہ اس کے بستر اور اس کے مال میں خیانت نہ کرے۔ (بستر سے مراد یا تو عورت کی اپنی ذات ہے۔ یعنی وہ
شوہر کی عدم موجودگی میں اپنے اوپر اس کے غیر کو قابو نہ دے۔ یا بستر سے مراد حقیقت ہے۔ اس لحاظ سے
مطلب یہ ہوگا کہ اس کے بستر پر اس کے غیر کو نہ بٹھائے۔) اور شوہر کی اجازت کے بغیر اس کے گھر سے
نہ نکلے۔ اور غلام کی امانت اس کے مالک کے حق میں یہ ہے کہ وہ اس کی خدمت میں کوتاہی نہ کرے اور نہ
ہی اس کے مال کو نقصان پہنچائے۔ حضور نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام کا ارشاد پاک ہے
تم میں سے ہر انسان راعی ہے اور تم میں سے ہر ایک سے اس کی رعیت کی پاسبانی کی بابت پوچھا جائے
گا۔ اور اپنے نفس کے حق میں امانت یہ ہے کہ آدمی اس کے لئے دین اور دنیا میں جو بہت نفع مند چیز ہے
اس کو اختیار کرے اور اس کی شہوات میں اور اس کے ناجائز ارادوں میں اس کی مخالفت کرے۔ اس لئے

اخبار آستانہ عالیہ

اعلیٰ حضرت شمس الملت مولانا الحاج پیر سید نور حسین شاہ صاحب دامت برکاتہم کراچی تشریف فرما ہیں۔ ممکن ہے آپ حج کے لئے تشریف لے جائیں۔

حضرت مولانا الحاج جوہر الملت پیر سید اختر حسین شاہ و حضرت مولانا پیر سید بشیر حسین شاہ و حضرت مولانا پیر سید نذر حسین شاہ صاحب آستانہ عالیہ پہ تشریف فرما ہیں۔

پیر خانہ میں ہر طرح سے خیر و عافیت ہے۔ حضرت مولانا پیر سید حیدر حسین شاہ صاحب مدینہ شریف ہیں۔ حج سے فارغ ہو کر واپس تشریف لائیں گے۔

اعلان

مہنگائی سے جہاں ضرورت کی جملہ اشیاء متاثر ہوئی ہیں وہاں کاغذ بھی نہایت بری طرح متاثر ہوا ہے۔ پہلے یہ جو کاغذ (نیوز پرنٹ) ۱۸/۰۰ روپے رم دستیاب ہوتا تھا وہ اب 9/63 روپے پر دستیاب ہوتا ہے اس لئے موجودہ چندہ مبلغ پانچ روپے سے اس کا اجرا ناممکن ہو گیا ہے اس لئے تمام قارئین رسالہ کی خدمت میں عرض ہے کہ بجائے پانچ روپے چندہ کے اب چھ روپے ادا کریں۔ ماہ جنوری سنہ ۱۹۷۳ء سے رسالہ کا چندہ مبلغ چھ روپے ہوگا۔ دو سو کے قریب ایسے حضرات جنکو دو سال سے بغیر چندہ ادا کئے رسالہ بھیجا جا رہا ہے اور بار بار سرخ نشان سے ان کو آگاہ کیا گیا ہے کہ آپ حضرات کا چندہ ختم ہو گیا ہے مگر ان کے کان پر جوں تک نہیں رینگتی۔ اگر وہ چندہ ادا نہیں کریں گے تو ممکن ہے رسالہ بند ہو جائے۔

(راجا رشید محمود ایم اے)

"نگاہِ نبی آسرا ہو گئی ہے"

کرم بن گئی ہے عطا ہو گئی ہے ! نگاہِ نبی آسرا ہو گئی ہے !

غمِ مصطفٰے سے بفضلِ تعالیٰ طبیعت مری آشنا ہو گئی ہے

خدا سے ملاقات بندے کی ہو گی کہ ذاتِ نبی واسطہ ہو گئی ہے

دیارِ رسولِ خدا تک پہنچنا یہ حسرت مرا مدعا ہو گئی ہے

ہوائے چمن سے فضائے جہاں تک محمدؐ کی مدحت سرا ہو گئی ہے

زمانہ ہمارا ادب کر رہا ہے نظر آپ کی ہم پہ کیا ہو گئی ہے

دیارِ نبی کی گلی کو تو دیکھو ! حقیقت کی راہ کا پتا ہو گئی ہے

محمد کو جب بھی کسی نے ستایا زباں ان کی صرفِ دعا ہو گئی ہے

مرے مصطفٰے کا جو بھی نام آیا ! مری روح نغمہ سرا ہو گئی ہے

میں محمود جب نعت پڑھنے لگا ہوں
یہ دنیا مری ہم نوا ہو گئی ہے

(حضرت مولٰنا ابوالصالح محمد فیض احمد اویسی بہاولپور)

احسن البیان فی مقدمہ تفسیر القرآن

قرآن پاک کا شرعی اور عرفی معنیٰ

قرآن پاک اللہ تعالیٰ کا کلام ہے اور حروف وصوت سے منزہ ہے اس کے لئے تو یہ عقیدہ رکھنا چاہئے ؎

حرف ندارد صوت ہم اعراب نے درجے ہجا
دانی کلامش بیشکے از جنس خاطر ہم فکر

اس کو علماء کرام متکلمین کلام نفسی سے تعبیر کرتے ہیں جیسے علم کلام میں بڑی بسط کے ساتھ لکھا گیا ہے یہاں اس کلام کی تعریف مقصود ہے جو اس کلام قدیم پر دلالت کرتا ہے اسے کلام لفظی سے تعبیر کرتے ہیں: وھو القرآن ھو الکلام المعجزۃ المنزل علی النبی صلی اللہ علیہ وسلم المکتوب فی المصاحف المنقول بالتواتر المتعبد بتلاوتہ

اختلاف مذاہب:

چونکہ قرآن مجید اللہ کا کلام ہے اسی لئے ہمارے نزدیک یہ قدیم ہے حادث نہیں۔ غیر مخلوق ہے، مخلوق نہیں لیکن معتزلہ اللہ کے صفات کے منکر ہیں اسی لئے وہ یوں کہتے ہیں کہ انہٗ عالم لا علم لہٗ وقادر لا قدرۃ لہٗ الی غیر ذٰلک نحو سمیع لا سمع لہ ولکن للک یقولون المتکلم لا کلام لہٗ

ان کا مطلب یہ ہے کہ صفات اللہ تعالیٰ کے عین ہیں لیکن حادث اس اعتبار سے ان کے نزدیک قرآن مجید حادث ہے اور مخلوق کرامیہ اور معتزلہ کا عینت وعزیت کا فرق ہے۔ باقی حدوث اور خلق میں برابر ہیں۔ اسی مسئلہ میں فلاسفہ بھی معتزلہ کے ساتھ ہیں

مسئلہ خلق قرآن کا تاریخی پس منظر:

۱۹۸ھ تا ۲۳۲ھ (۸۱۳ء تا ۸۴۶ء) کا دور معتزلہ کے لئے سنہری دور تھا۔ اس زمانہ کے خلفائے عباسیہ کو اپنے دام تزویر میں پھنسا لیا تھا چنانچہ ۲۱۲ھ میں مامون رشید نے خلق قرآن کے عقیدہ کا اظہار کیا لیکن اس عقیدے کو عام لوگوں پر مسلط کرنے کے لئے۔ ۲۱۸ھ تک کوئی کاروائی نہیں کی اور اسی سال دمشق پھر رقہ پہنچکر ایک فرمان نامہ لکھا جو کہ اسحاق بن ابراہیم بغداد کو توال شہر کو بھیجا تاکہ وہ علماء فقہاء وغیرھم کا امتحان

لے ۔ مامون کے فرمان نامہ میں اپنے وقت کے امام المحدثین سیدنا احمد بن حنبل رحمۃ اللہ علیہ بھی تھے انھیں کوتوال نے دو مرتبہ مامون کا فرمان سنایا۔ اس کے بعد علماء و فقہا کو علیحدہ علیحدہ کر کے وہی فرمان مذکورہ سنایا۔ لیکن سب نے بیک زبان کہا القرآن کلام اللہ تعالیٰ

کوتوال مذکور نے مامون کو صورت حال سے آگاہ کیا۔ مامون نے دوبارہ لکھا کہ میرا حکم دوبارہ علماء و فقہا وغیرھم کو سنایئے۔ اگر کوئی نہ مانے تو گرفتار کر کے میرے ہاں بھیج دیں۔ صرف بشر بن الولید اور ابراہیم المھدی اگر بضد ہوں تو ان کی گردن اڑا کر ناصیہ میرے ہاں بھیج دیں۔ کوتوال مذکور نے پھر شہر کے علماء و فقہا کو بلا کر شاہی حکم سنایا۔ شاہی حکم سنتے ہی اکثر بزدلوں نے شاہی حکم مان لیا۔ صرف چار صاحبان نے انکار کر دیا۔ وہ چار صاحبان یہ ہیں:

(۱) احمد بن حنبل (۲) محمد بن نوح (۳) القواریری اور (۴) سجادہ

چنانچہ کوتوال نے ان صاحبان کو بیڑیوں میں جکڑ دیا۔ لیکن قواریری اور سجادہ بادشاہ تک پہنچنے سے پہلے ہی بزدل ہو کر مسئلہ کو مان گئے۔ اولی الذکر دو بزرگ اپنے نظریہ پر جمے رہے۔ چنانچہ ان دونوں کو قید کر کے طرطوس بھیج دیا لیکن یہ لوگ وہاں اس وقت پہنچے جب مامون کی وفات ہو چکی تھی۔ اس حالت میں یہ لوگ رقہ لائے گئے اور وہاں سے ایک کشتی میں بیٹھا کر بغداد روانہ کر دیئے گئے۔ محمد بن نوح کا رستے میں انتقال ہو گیا۔ امام احمد بغداد پہنچے اور سپرد زنداں کر دیئے گئے۔

ان کے علاوہ مامون کے زمانہ میں بہت سے لوگ اسی مسئلے میں قید و بند اور دیگر مصائب کا نشانہ بنے مثلاً حارث بن مسکین المصری ان کو مامون نے جیل میں ڈالا تو متوکل نے انہیں رہا کیا۔ مامون کے بعد اس کا بھائی معتصم تخت نشین ہوا۔ اس نے بھی معتزلہ نوازی کا پورا حق ادا کیا اور مسئلہ خلق قرآن میں سر توڑ کوشش کی مامون کی طرح اس نے بھی علماء فقہا اور محدثین کی بہت بڑی جماعت کو صرف اسی مسئلہ میں ظلم و ستم کا نشانہ بنایا مثلاً نعیم بن حماد کو سامرہ میں قید کر دیا گیا اور اس وقت تک قید میں رہے۔ جب تک وفات نہیں پائی مروی ہے کہ مرنے کے بعد انہیں بیڑیاں اور ہتھکڑیاں سمیت گھسیٹا گیا۔ اور گڑھے میں بغیر نماز جنازہ کے ڈالا گیا۔

مسئلہ خلق قرآن میں امام احمد بن حنبل کی دردناک داستان

ابتلا اور آزمائش کے جس دور میں امام احمد بن حنبل رحمۃ اللہ علیہ کو گزرنا پڑا۔ وہ بے انتہا لرزہ خیز اور اپنی مثال آپ ہے مناسب ہے۔ کہ امام صاحب موصوف کے حالات دربارۂ مسئلہ ھذا کو تفصیل سے عرض کروں تاکہ اندازہ کیا جا سکے کہ اہل حق نے راہ حق میں کتنی اذیتیں اور مصیبتیں جھیلیں۔

پہلے عرض کیا جا چکا ہے کہ رقہ سے امام احمد بن حنبل کو بغداد واپس لایا گیا اور حوالۂ زنداں کیا گیا۔ جیل میں پابندی سلاسل میں رہتے ہوئے زندگی گزار رہے تھے۔ معتصم نے شاہی تخت پر بیٹھے ہوئے ایک مدت بعد

سنہ ۲۲۰ھ ماہ مبارک رمضان میں امام صاحب موصوف کو اپنے پاس بلایا۔ لیکن اپنی ملاقات سے پہلے اسحاق بن ابراہیم کے ساتھ مناظروں کے ذریعہ افہام و تفہیم کا سلسلہ جاری کیا لیکن امام صاحب کے علم کے سامنے کسی کی دال نہ گل سکی۔ اس کے بعد امام صاحب پر سختیاں اور بڑھ گئیں یہاں تک کہ امام صاحب کے پاؤں میں چار بیڑیاں ڈال دی گئیں۔ اس کے بعد اسحاق بن ابراہیم امام صاحب کے پاس آیا اور کہا اے احمد! خدا کی قسم معتصم نے قسم کھائی ہے کہ اگر آپ نے خلق قرآن کا اقرار نہ کیا تو آپ کو مسلسل کوڑے لگیں گے اور ایسی جگہ آپ کو پھینک دیا جائے گا۔ جہاں آپ روشنی نہ دیکھ سکیں گے۔ اس کے بعد امام صاحب کو رسی میں جکڑ کر سواری پر بٹھایا گیا۔ حالت یہ تھی کہ معلوم ہوتا تھا کہ زنجیروں کے بوجھ سے منہ کے بل اب گرے اب گرے یہاں تک کہ انھیں نے کر نگہباں معتصم کے گھر پہنچے اور امام صاحب کو ایک حجرے میں بند کر دیا، اور باہر سے تالا لگا دیا۔ رات اسی طرح گزری دوسرے دن صبح امام صاحب کو معتصم کے روبرو پیش کیا گیا کہ یہاں ایک مجلس مناظرہ قائم ہوتی ہے۔ احمد بن ابی داؤد اور عبدالرحمن بن اسحاق ایسے علماء اور خلق کثیر موجود تھی۔ یہاں امام صاحب کو دہشت زدہ کرنے کے لئے کوئی دقیقہ فروگزاشت نہ کیا گیا۔ ان کی آنکھوں کے سامنے دو آدمیوں کی گردن اڑائی گئی۔ مناظرہ میں امام صاحب نے معتزلی علماء کے دلائل کی دھجیاں بکھیر دیں۔

معتصم نے امام صاحب کو کہا: تم میرے حکم کو مان لو تو میں تجھ پر اپنے بیٹوں سے زیادہ مہربان ہوں گا۔ ورنہ تمھیں معلوم ہوگا۔ صالح الرشیدی اگرچہ میرا اتالیق تھا مگر وہ بھی میرے حکم سے روند ڈالا گیا فلہذا تم بھی میرا حکم مان لو تو راحت و آرام پاؤ گے ورنہ سخت سے سخت سزا ملے گی۔

امام صاحب نے انکار کرتے ہوئے فرمایا اس عقیدے کا اثبات قرآن و حدیث سے ہو ورنہ مشکل ہے بحث نے طول کھینچا معتصم کے چہرے پر تکدر و انقباض کے آثار پیدا ہوئے اور امام صاحب کو قید خانہ بھیج دیا پھر دوسرے روز اسی طرح تیسرے روز جیل سے مناظرہ کے لئے بلوائے گئے آخر معتزل علماء نے لاجواب ہو کر معتصم کو کہا اس شخص کی گردن اڑا دے ہم اس کا خون اپنی گردن پر لیتے ہیں معتصم نے اپنا ہاتھ اٹھا کر امام صاحب کے چہرے پر ضربیں لگانا شروع کر دیں یہانتک کہ امام صاحب بیہوش ہو کر گر پڑے۔ یہ رنگ دیکھ کر سپہ یداران خراساں کا رنگ متغیر ہو گیا ان میں امام صاحب کے چچا بھی تھے۔ معتصم ڈرا کہ کہیں یہ لوگ اس پر حملہ نہ کر دیں چنانچہ اس نے امام صاحب کے چہرے پر پانی چھڑکا جب امام صاحب ہوش میں آئے تو سر اٹھا کر چچا کی طرف دیکھا اور کہا عم محترم یہ جو پانی میرے منہ پر چھڑکا گیا ہے شاید یہ بھی غضب کردہ ہو معتصم نے برہم ہو کر کہا کمبختو تم نے دیکھا اس نے مجھ پر کس طرح حملہ کیا ہے پھر کہا جب تک یہ خلق قرآن کا اقرار نہ کرے گا میں اسے برابر پٹواتا رہوں گا پھر امام صاحب سے پوچھا اب کیا حال ہے آپ نے فرمایا میں اپنے عقیدے سے بال برابر بھی نہیں ہٹوں گا معتصم نے بارہا اس بات پر اصرار کیا لیکن آپ یہی فرماتے رہے۔ اگر قرآن و حدیث سے دلیل ہے تو لاؤ۔

باقی باقی

راجہ رشید محمود ایم۔اے مدیر آستانہ پاک لاہور

مشائخ عظام اور علمائے کرام کی خدمت میں

انوار الصوفیہ کے ایک گذشتہ شمارے میں مدیر انوار الصوفیہ حضرت مولانا غلام رسول گوہر کا ایک مضمون "عرس کی حقیقت" نظرِ نواز ہوا۔ اس میں انہوں نے بزرگانِ دین اور اولیائے کرام رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے عرس کے بارے میں بسیط گفتگو کی تھی اور بتایا تھا کہ بعض جہلا نے عامۃ المسلمین کو بیوقوف بنانے کے لئے عرس کے مقدس نام پر خلافِ اسلام حرکات شروع کر رکھی ہیں۔ انہوں نے عرس پر لڈی، دھمال، خواتین کی بے پردگی، چرس، افیون کے استعمال اور دیگر فواحش پر بڑے فاضلانہ انداز میں تبصرہ فرمایا تھا اور کہا تھا کہ ایسی قبیح حرکات کے مرتکب لوگ مسلک اہل سنت و الجماعت کی بدنامی کا باعث بنتے ہیں۔

حقیقت یہ ہے کہ بعض لوگوں نے اہل سنت کے نام پر اپنی دکانداریوں کو چمکانے اور بہر طور روٹی کمانے کے لئے خرافات کا سلسلہ شروع کر رکھا ہے اور بوجوہ ہم ایسے لوگوں کے قلع قمع کی ہمت نہیں رکھتے لیکن ان کا کیا دھرا ہمارے نام لگتا ہے اور پڑھے لکھے لوگوں میں سوادِ اعظم اور ان کے مسلک کے خلاف طرح طرح کے شبہات پھیلائے جا چکے ہیں۔ ہمیں ہر اس فرد یا گروہ یا جماعت یا شعبے کا محاسبہ کرنا چاہیے جو سنیت کے نام پر کوئی خلافِ اسلام حرکت کرتا ہو۔ دوسری طرف ضروری ہے کہ ہم مثبت طریقے سے اپنے عقیدے اور مسلک کو عام فہم اور موثر انداز میں اور جدید ذرائع ابلاغ سے کام لے کر پڑھے لکھے اور فہمیدہ طبقے میں عام کرنے کی سعی کریں۔ ابھی تک ہم نے اس پہلو پر بہت زیادہ مثبت کام نہیں کیا ہے، جس کے نتیجے کے طور پر سنیوں اور ان کے مسلک و عقیدہ کے بارے میں عوام الناس اور خصوصاً تعلیم یافتہ طبقے میں بہت سی غلط فہمیاں پھیلائی جا چکی ہیں۔ تصنیف و تالیف کی حد تک ہم نے کوئی ایسا کام نہیں کیا، جس سے ہمارے بزرگوں کی جرأت و ایثار، شجاعت و پامردی، عزم و استقامت اور قربانیوں کا کوئی ہیولا سامنے آتا ہو۔ یہی وجہ ہے کہ ہمارے سکولوں میں جو تعلیم دی جاتی ہے اور لائبریریاں جن کتبِ تاریخ سے بھری پڑی ہیں ان میں جب تحریکِ آزادی کا ذکر کیا جاتا ہے تو سید احمد بریلوی اور شاہ اسماعیل دہلوی پر جہاں ہزار ہا ورق لکھے ہوئے ملتے ہیں، قائدِ تحریکِ آزادی اور قافلہ سالارِ حریت علامہ فضلِ حق خیر آبادی پر

چند سطور بھی دستیاب نہیں ہوتیں۔

میں اپنے قابلِ صد احترام مشائخ عظام اور علمائے کرام کی خدمت میں بادب گذارش کرونگا کہ ہم نے تبلیغ دین کا فریضہ ادارہ ہائے تدریس و تبلیغ اور حلقہ ہائے رشد و ہدایت میں تو حتی المقدور ادا کیا مگر زمانے کی روش کے ساتھ نہ چلے، حالات کے رُخ کو نہ بھانپا اور تبلیغ و تشہیر کے جدید ترین طریقوں سے ناواقف رہے۔ اس کا نتیجہ یہ ہوا ہے کہ ہم اپنے آپ کو سوادِ اعظم کہتے اور لکھتے ہیں۔ مگر حقیقتاً اب ایسا نہیں رہا ہے۔ جو لوگ اپنے آباؤ اجداد سے سنیت کی دولت سے متمتع ہوئے تھے اور پھر اپنی کوشش اور ہمت سے قرآن و حدیث و تفاسیر کا کچھ مطالعہ کیا یا خدا کی عنایت سے علمائے کرام کی صحبت سے فیض یاب ہوئے ان میں سے بعض تو سنیت کچھ نہ کچھ باقی رہ گئی ہے ورنہ موجودہ نصابِ تعلیم جو بے مقصد بھی ہے اور دین بیزار بھی، اس سے اول تو اسلام کے ساتھ کچھ زیادہ مناسبت ہی باقی نہیں رہ جاتی۔ اور اگر کوئی طالب علم مسلمان رہنا ہی چاہے تو اسے اسلام کی جو شکل کتابوں (نصابی اور غیر نصابی کتابوں) میں ملتی ہے ان میں سنیت نام کو نہیں ہوتی بلکہ ایسی کتابوں میں عرسوں اور دیگر دینی اجتماعات کے نام پر ہونے والی مذکورہ بالا خرافات سنیت سے منسوب کر کے سنیت کو شرک و بدعت ہم پلہ قرار دیا جاتا ہے۔ اس کے برعکس ہمارے مسلک کی صحیح تصویر پڑھنے والے کو کہیں نظر نہیں آتی ــــ جب یہ صورت حال اور ہم اپنے کنوئوں میں محصور ہو کر اپنے آپ کو "سوادِ اعظم" قرار دیتے رہیں تو اپنی اس حالت کو کیا کہا جائے گا۔

ضرورت اس بات کی ہے کہ اپنی بات عام فہم، موثر، دلنشین اور خوبصورت انداز میں عوام تک پہنچائیں۔ میں علمائے کرام کی خاکِ پا ہوں مگر ہیں مودبانہ عرض کرنے کی جرأت کرتا ہوں کہ ان میں بہت سوں کا اندازِ فکر اور اسلوبِ بیان اب لوگوں کو اپیل نہیں کرتا۔ اب فلسفیانہ موشگافیوں علم الکلام کے مناظروں اور صرف و نحو کے جھگڑوں کا زمانہ نہیں ہے۔ اب منطق کی بحثوں میں پڑنے سے بات لوگوں کی سمجھ میں نہیں آتی۔ اب نفسیات کے ہتھکنڈے ہیں۔ پروپیگنڈے کے نئے نئے طریقے ہیں۔ ہر طبقے کے لوگوں کے مسائل ہیں۔ ان ہتھکنڈوں۔ ان طریقوں اور ان مسائل کے حوالے سے اسلام کی دعوت پھیلایئے۔ مادیت نے لوگوں کے لئے زندگی کی بنیاد روحانیت کو نہیں رہنے دیا، ان کے لئے زندگی مہنگی بھی کر دی ہے اور اس کی چکاچوند سے ان کی آنکھیں بھی چندھیا دی ہیں۔ زندگی میں شرافت و تہذیب اور تفوق اور بڑائی کی سب قدریں مادیت نے ختم کر دی ہیں اور لوگوں کو حصولِ دولت کی دوڑ میں لگا دیا ہے۔ دولت کو زندگی کی سب سے بڑی قدر قرار دے دیا گیا ہے، جس کے پاس دولت ہے، وہ شریف ہیں، بڑا آدمی وہ ہے جس کے پاس دولت نہیں ـ وہ معاشرے میں کسی اہمیت کا حامل نہیں۔ میں نہیں کہتا کہ ہم بھی روحانیت کو سلام کر کے مادیت پرستوں کے ریوڑ میں گھس جائیں۔ میں یہ عرض کرنا چاہتا ہوں

کہ اس بھٹکی ہوئی دنیا کو راہ راست کی طرف لانے کی جو ذمہ داری ہم پر عائد ہوتی ہے۔ اس کو پورا کرنے کے لئے جدید طریقے اختیار کیجئے۔ اگر ان لوگوں کے نزدیک دولت ہی سب کچھ قرار پا گئی ہے تو انہیں قرآن وسنت کے حوالے سے ان کی سطح پر اتر کر، ان کے دکھ درد کے شریک بن کر، ان کے ہم آواز ہو کر انہیں اسلام کے معاشی نظام کی برکتیں سمجھایئے اور بتایئے کہ دولت بھی اسی وقت حاصل ہو سکتی ہے، جب کہ خدا کی حاکمیت اعلےٰ کو تسلیم کر لیا جائے اور عشق مصطفےٰ (صلی اللہ علیہ وسلم) کی جوت اپنے دل میں جگائی جائے اور بزرگان دین کے قدموں کو مضبوطی سے پکڑا جائے۔

دین بیزاری کی موجودہ صورت حال، اہل سنت والجماعت کی تصنیف وتالیف کی مندرجہ بالا پہلو سے بے حسی، سنیت کے نام پر خرافات کی پیشکش وغیرہ میں میری یہ گذارشات تلخ ضرور ہو سکتی ہیں مگر یقین کیجئے، دردِ دل سے کہی گئی ہیں۔ اگر ہمارے مشائخ عظام علمائے کرام اور مخیر حضرات اس پہلو کی طرف توجہ کریں تو صورتِ حال کے سدھرنے کی کافی امید ہو سکتی ہے۔ ورنہ.........

ع ہم نیک و بد حضور کو سمجھائے جاتے ہیں۔

"انوارِ مصطفےٰ"

صلے اللہ علیہ وسلم

سید المرسلین شفیع المذنبین کی مدحت سرائی میں مستند اور معتبر کتب حدیث سے منتخب کر کے آپ کے فضائل و محامد جمع کئے گئے ہیں۔

اس نورانی کتاب میں سرکار دو عالم کے فضائل اس انداز سے جمع کئے گئے ہیں کہ پڑھنے والے کا ذوق ایمانی بڑھتا جائے۔ یہ کتاب قریباً تین سو صفحات کی ہو گی جو عنقریب زیورِ طباعت سے آراستہ ہو کر محبان مصطفےٰ کے سامنے جلوہ گر ہو گی۔

اس کی قیمت تقریباً پانچ روپے ہو گی۔ پیشگی بھیجنے والوں کو صرف چار روپے میں چھپنے کے فوراً بعد بھیجدی جائے گی۔

گوہر

مولانا الحاج حافظ مظہر الدین چشتی

خاموشی اور گویائی

عظیم قوتوں کی مالک اور مختارِ ذات کی غلامی میں آجانے کے بعد انسان اپنی ضرورتوں سے بے نیاز ہو جاتا ہے وہ اس کی ضرورتوں کی ضامن و کفیل بن جاتی ہے آقا غلام سے جو خدمت لینا چاہتا ہے اس کے حسب حال اسباب مہیا کر دیتا ہے۔ یہ ناممکن ہے کہ کوئی دانش مند مالک اپنے ملازم کو بازار سے سودا سلف لانے کے لئے بھیجے اور اسے قیمت ادا کرنے کی صلاحیت سے محروم رکھے خدمت لینا مقصود ہوتی ہے تو صلاحیت ضرور دی جاتی ہے۔

صلاحیت کا دائرہ کسی خاص شعبے تک محدود نہیں جو بھی خدمت لینا مقصود ہو اس کی صلاحیت سے نوازا جاتا ہے اور جہاں کہیں فریضہ سرانجام دینے کی خدمت نہ سونپی جائے وہاں صلاحیت سے نوازنا ضروری نہیں ہوتا۔ جو غلام بلا وجہ کسی صلاحیت کا تقاضا کرے وہ مالک کے عتاب کا شکار بنتا ہے اسی لئے کہا گیا ہے کہ بلا وجہ خدا سے تقاضا درست نہیں تقاضا استحقاق کا مقتضی ہوتا ہے اور بندے کا بارگاہِ صمدیت میں بجز بندگی کے کوئی حق نہیں بنتا۔ حضرت موسیٰ علیہ السلام جب ایک چرواہے کی حیثیت سے مدین کے جنگل میں حضرت شعیب علیہ السلام کی بکریاں چرواتے تھے تو ان کی زبان میں لکنت تھی وہ صاف باتیں نہیں کر سکتے تھے۔ لیکن جب وادیٔ ایمن میں بھڑکتی ہوئی آگ کو فروزاں دیکھ کر شعلہ لینے کے لئے گئے اور نبوت سے سرفراز کر دیئے گئے تو ان کے قلب پر الہام ہوا کہ ہم سے فصیح البیانی کی آرزو کرو چنانچہ انہوں نے آرزو کی کہ میری زبان کی لکنت دور کر دی جائے۔ بکریاں چرانے کے لئے فصیح البیانی کی ضرورت نہ تھی اس لئے کلیم اللہ کو سماعت امرت گھول دینے والی گویائی عطا نہ کی گئی۔ لیکن جب رشد و ہدایت کے منصب پر مامور کر کے فرعون کی طرف بھیجنے کا وقت آیا تو فصیح البیانی بھی بخش دی گئی جو منصب ارشاد کے لئے ضروری تھی

وہی زبان جو بکریاں چرواتے وقت لکنت کا مواد تھی اب فصاحت و بلاغت کا مخزن بن گئی۔ عہد طفولیت میں جب حضرت موسیٰ علیہ السلام جب فرعون کی آغوش میں پرورش پا رہے تھے تو انہوں نے ایک دفعہ فرعون سے بات کرنے کی کوشش کی جس کے نتیجہ میں ان کی زبان دہکتے ہوئے کوئلوں سے جلا دی گئی۔ غیرتِ حق کو یہ منظور نہ ہوا کہ ہمارا کلیم غیر سے بات کرے۔ کوئلوں سے زبان جلا کر اپنے ساتھ بات کرنے والے کلیم کو غیر سے بات کرنے سے روک دیا گیا۔ لیکن جب منصب

تبلیغ پر مامور کئے گئے تو زبان کی یہی گرہ کھول دی گئی۔ بست اور کشاد خاموشی اور گویائی دونوں من جانب اللہ تھیں جب غیر کے ساتھ کلام کرنے سے باز رکھنا مقصود تھا تو خاموشی دے دی گئی اور جب رسول کی حیثیت سے باتیں کرنے کا وقت آیا تو گویائی عطا فرما دی۔ عطا اور منع دونوں مقصود فطرت تھیں دونوں حکمت و مصلحت کے عین مطابق تھیں۔ جب تک منصب رسالت نہ ملا تو کلیم اللہ نے گویائی کی آرزو نہ کی لکنت کو مصلحت جان کر خاموشی اختیار کر رکھی۔ الہام نے وادی ایمن میں روح پر نازل ہو کر گویائی طلب کرنے پر آمادہ کیا تو گویائی کے طلب گار بن کر تکلم پر قدرت کی بھیک مانگنے لگے۔ اللہ تعالیٰ کے مقدس نبی سے بڑھ کر مشیت ربانی کا کون شناسا ہو سکتا ہے؟ خاموشی مطلوب تھی تو خاموش ہو گئے۔ گویائی کو پسند کیا تو گویائی طلب کرنے لگے۔ طلب بھی ادھر سے تھی اور خاموشی بھی ادھر سے کلیم تو دونوں عنایتوں کے مورد بنے ہوئے تھے خاموشی کو بھی عنایت جان کر سینے سے لگالیا اور گویائی کو بھی یار کا تحفہ سمجھ کر قبول کر لیا۔ قبولیت دونوں جگہ تھی۔ خاموشی میں بھی اور گویائی میں بھی۔ خاموشی بھی مقبول تھی اور گویائی بھی محبوب۔ محبوب کی کونسی ادا غیر محبوب ہو سکتی تھی۔

وہ جو فرعون کی غرقابی کے وقت ایک شخص ہلاک ہونے سے بچ گیا تھا اور جس کے متعلق حضرت موسیٰ علیہ السلام نے استفسار بھی کیا تھا کہ الہ العالمین یہ شخص کیسے بچ گیا۔ یہ تو میری نقل اتار کر میرا مذاق اڑاتا تھا تو یہی جواب ملا تھا کہ کلیم یار کا نقال بھی ہمیں پسند ہے جب یہ تیری طرح ہکلا کر باتیں کرتا تھا تو ہمیں بھلا معلوم ہوتا تھا۔ اسے کیسے ہلاک کر دیتے یہ تو تیری ادا کا امین تھا۔

کلیم اللہ کو لکنت چونکہ عطیے کے طور پر دی گئی تھی اس لئے اس کی شان کی جھلک دیکھی اسے بھی عطا کا مراد بنالیا۔ موتی خواہ گرا پڑا ملے یا جوہری کی دکان سے دستیاب ہو بہر حال موتی ہوتا ہے اور قیمت پاتا ہے۔ موسےٰ علیہ السلام کے نقال کی جھولی میں بھی ادا کا جو موتی تھا وہ اگرچہ کسی جوہری کا عطیہ نہ تھا لیکن تھا موتی۔ اسی لئے قیمت پا گیا۔

بقیہ - مجالس السنیہ

ہے۔ جو پسند کرتا ہے اپنے نفس کے لئے یعنی برا جانے واسطے اس کے وہ چیز جو بری جانتا ہے واسطے اپنے نفس کے اور لفظ اس کا مسلم کے نزدیک یہ ہے قسم ہے

اس ذات کی کہ اس کے ہاتھ میں ہے میری جان نہیں ایمان دار تم میں سے کوئی یہاں تک کہ پسند کرے واسطے اپنے بھائی کے یا کہا واسطے اپنے پڑوسی کے وہ چیز جو پسند کرتا ہے واسطے اپنے نفس کے۔ جاننا چاہیئے کہ خیر اسم ہے جو جامع ہے تمام طاعات اور مباحات دنیوی اور اخرویہ کو۔

(آخری قسط)

پردہ اور مسلمان خاتون

عورتوں کا بے پردہ پھرنا بازاروں اور مجلسوں میں مردوں کا اختلاط زمانۂ جاہلیت کا طریقہ تھا۔ قرآن کریم نے جاہلیت کے اس ناپاک طرزِ معاشرت کو بڑی سختی سے منع فرمایا۔ ازواج مطہرات کو خطاب فرماتے ہوئے مع دیگر آداب واحکام یہ حکم بھی فرمایا گیا۔

وقرن فی بیوتکن ولا تبرجن تبرج الجاھلیۃ الاولیٰ واقمن الصلوٰۃ واٰتین الزکوٰۃ واطعن اللہ ورسولہ انما یرید اللہ لیذھب عنکم الرجس اھل البیت ویطھرکم تطھیرا واذکرن مایتلیٰ فی بیوتکن من اٰیات اللہ والحکمۃ۔

اور (تم کو بھی حکم ہے) قرار پکڑو اپنے گھروں میں اور بے پردہ اپنی زیبائش، دکھاتی نہ پھرو۔ پہلے زمانہ جاہلیت کی طرح اور نماز قائم کرو اور زکوٰۃ ادا کرتی رہو (اگر مال بقدر نصاب ہو) اور اللہ کی اور اس کے رسول کی اطاعت کرتی رہو اور اللہ تو یہی چاہتا ہے کہ اے اہل بیت تم سے گندگی کو دور کر دے اور تم کو صاف ستھرا اور پوری طرح پاک بنا دے اور یاد کرو (اور پڑھتی رہو) جو پڑھی جاتی ہے تمہارے گھروں میں اللہ کی آیتیں (اس کے احکام اور باتیں) حکمت و دانائی کی چیز۔

اسلام سے پہلے زمانہ جاہلیت میں عورتیں بے پردہ باہر پھرا کرتی تھیں اور اپنے بدن اور لباس کی زیبائش کا اعلانیہ مظاہرہ کرتی تھیں۔ اسلام اس بداخلاقی، بے حیائی اور بے غیرتی کی روش کب برداشت کر سکتا تھا۔ اس کی تعلیم تو عورتوں کے لئے حیا اور عفت و پاکدامنی اور نفس پرستوں کی خائن نظروں سے ان کے عزت و ناموس کے دامن کو بے غبار بنا رکھا ہے اس کو یہ باتیں جن سے حیا اور غیرت کا دامن پارہ پارہ ہوتا ہے کیونکر گوارہ ہو سکتی تھیں تو حکم دیا گیا کہ عورتیں گھروں میں رہیں اور زمانہ جاہلیت کی طرح باہر نکل کر اپنے حسن و جمال کی نمائش نہ کرتی پھریں۔

امہات المومنین کا فرض اس معاملہ میں بھی دوسروں سے زیادہ اہم اور موکد تھا اس وجہ سے خاص طور پر انکو مخاطب کر کے یہ حکم فرمایا گیا جس طرح قرآن وحدیث کے وبہت سے احکام جن کو بالخصوص نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو خصوصی خطاب کے ساتھ فرمایا گیا لیکن دلائل شرح سے یہ بات ثابت ہے ان بہت سے احکام کے مخاطب صرف نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم ہی نہیں بلکہ ہر مسلمان اس حکم کا مخاطب ومامور ہے تو اسی طرح یہ حکم بھی امہات المومنین کو مخاطب فرماتے ہوئے ذکر کیا گیا ہے لیکن اس کا خطاب ہر مسلمان خاتون سے ہے اس طرح کی طرز تعبیر اور عنوانات ونظائر قرآن کریم میں

دسمبر ۱۹۷۷ء

نے متعدد مواقع میں اختیار کئے ہیں جن کے ذکر اور تفصیل کی اس مختصر سے مضمون میں گنجائش نہیں ہے۔

بعض لوگ بے پردگی کے جواز کیلئے بعض مفسرین کی بیان کردہ روایات پیش کر دیتے ہیں جو ان حضرات مفسرین نے ولا یبدین زینتھن الا ما ظھر منھا (کہ وہ عورتیں ظاہر نہ کریں اپنی زینت سے کوئی چیز بجز اس کے کہ جو اس میں سے ظاہر ہو جائے) کی تفسیر میں بیان کی ہیں اور ان میں چہرہ اور ہاتھ اور اور قدموں کا بیان کیا گیا ہے حالانکہ یہ ایک کھلا ہوا دھوکا ہے۔ چہرہ، ہاتھ اور قدم کا استثنا مسئلہ حجاب اور پردہ میں نہیں بیان کیا گیا ہے بلکہ یہ مسئلہ ستر سے متعلق ہے حجاب اور ستر دونوں علیحدہ چیزیں ہیں۔ حجاب اور پردہ اجنبی اور نامحرم مردوں سے ہے اور ستر کا مسئلہ لباس بدن کے چھپانے سے ہے کہ عورت اپنی گھریلو زندگی میں اور اپنے محرموں باپ بھائی بیٹے بھانجے بھتیجے کے سامنے اپنے بدن کو کتنا چھپا ہوا رکھے اور کس قدر حصہ اس کو کھولنے اور ظاہر کرنے کی اجازت ہے حتیٰ کہ اگر وہ تنہا بھی ہو تو بدن کے چھپانے یا اس کے ظاہر رکھنے کی شریعت نے اس کے واسطے کیا حدود مقرر کی ہیں تو اس آیت ولا یبدین زینتھن میں ستر کا مسئلہ ذکر فرمایا گیا ہے اور حجاب و پردہ کا مسئلہ سورہ احزاب کی آیتوں میں بیان کر دیا گیا جس کی تفصیل قارئین کے سامنے آچکی ہے

الغرض اس آیت میں اس استثنا سے بے پردگی کا جواز نکالنا شریعت کے طے کردہ مفہوم اور اجماعی تفسیر میں تحریف اور تبدیلی کرنا ہے اور پھر سوچنے کی بات ہے کہ یہ کیسے ممکن ہے کہ شریعت پاؤں کے زیور کی احتیاط کا تو حکم فرما دے حالانکہ محض اس آواز میں فتنہ کا احتمال کم ہے بہ نسبت چہرہ کھول کر بازاروں میں اپنے حسن کی نمائش کرتے ہوئے پھرنے کے تو عقلاً و نقلاً یہی متعین ہے کہ اس استثنا کا پردہ کے مسئلہ سے کوئی تعلق نہیں شریعت نے پردہ کا مفہوم صاف اور واضح طور پر واذا سالتموھن متاعاً فاسئلوھن من وراء حجاب میں بیان کر دیا ہے اور شریعت کے واضح اور غیر مبہم ارشادات سے یہ بات متعین ہے کہ شریعت اسی بات کو پسند کرتی ہے کہ مسلمان عورت صرف اپنے گھر کی زینت بنے نہ کہ باہر نکل کر رونق مجلس اور عیاشوں کی تفریح طبع کا سامان بننے بے پردہ اپنی آرائش کا مظاہرہ کرتی پھرے اور اس بات کا موقع دے کہ شیطان اس کی تانک جھانک میں لگیں۔ اس میں کوئی شبہ نہیں یورپ میں اخلاقی تباہی اور بربادی اور فواحش اور بدکاریوں کی ابتدا بے پردگی سے ہوئی بے پردگی نے جسمانی زیبائش کا راستہ کھولا پھر اس نے بے حیائی کی صورت اختیار کر لی بے حیائی نے عریانی بداخلاقی اور بدکاری کے سارے دروازے کھول دیئے اور نوبت یہاں تک پہنچ گئی کہ اب یورپ انسانوں کی سرزمین نہیں نظر آتا بلکہ وہاں کے ہوٹل، کلب اور سیرگاہیں، شہوت پرست گدھوں کی چراگاہ معلوم ہوتی ہے۔

یہ حقیقت ہے کہ عورت پہلے تو حجاب و پردہ سے نکلتی ہے پھر وہ آپے سے باہر ہو جاتی ہے۔

حتیٰ کہ پھر مرد کے قبضہ سے بھی نکل جاتی ہے اسلام نے جس نظام معاشرت کی دنیا کو تعلیم دی ہے وہ طہارت و تقویٰ اور عفت و پاکدامنی کا ضامن ہے۔ اس میں اعمال و اخلاق کی خوبیاں مضمر ہیں۔ اسی میں عزت ہے اور عافیت بھی۔

مسلمانوں کو حق تعالیٰ شانہٗ نے اسلام ہی کی بدولت عزت عطا فرمائی ہے اس کی ایمانی غیرت اور دینی جذبہ حمیت کو ہرگز یہ گوارا نہ ہونا چاہیئے کہ وہ اسلامی طرز معاشرت چھوڑ کر غیروں کی وضع قطع طور و طریق اور ان قوموں کا تمدن اختیار کرے جو خدا کے کلام پاک مغضوب علیھم اور ضالین یعنی یہود و نصاریٰ جن کے راستے سے پناہ مانگنے کی ہر رکعت میں دعا کی جاتی ہے اور بندہ پروردگار کی بارگاہ میں ہاتھ باندھے یہی عرض کرتا ہے اھدنا الصراط المستقیم صراط الذین انعمت علیھم الخ کہ اے اللہ راستہ دکھا اور چلا تو ہم کو ان لوگوں کا جن پر تو نے انعام فرمایا ہے نہ کہ ان لوگوں کا جن پر غضب نازل کیا گیا اور نہ ان لوگوں کا جو سیدھے راستہ سے بھٹکے ہوئے ہیں۔

فاروق اعظم کا یہ فرمان ہم کو قلب و دماغ کی گہرائیوں میں رچا لینا چاہیئے نحن قوم اعزنا اللہ بالاسلام کہ بے شک ہم وہ قوم ہیں جس کو اللہ نے اسلام کی بدولت عزت دی ہے انگریز مسلمانوں کا نہایت خطرناک اور مکار دشمن ہے اس نے ہم میں سے ناقص الفہم لوگوں کو آزادی نسواں کا لفظ رٹا کر بے حجابی بے حیائی عریانیت اور بدکاریوں میں مبتلا کر دیا اور طرح طرح کی گندگیاں اسلام کے عفت مآب نظام معاشرت میں پیدا کرنے کے لئے مختلف قسم کے جال پھیلا دیئے جس میں اسلام سے محبت نہ رکھنے والے لوگ بڑی تیزی سے پھنستے جا رہے ہیں اور بھول گئے کہ وہ یورپ جس نے آزادی نسواں کے نام پر پُرفریب عنوان سے اس لعنت اور گندگی کو پھیلایا اس سے ہماری قومی اور ملی اقتدار کس قدر پامال ہو چکی ہیں اور اسلامی عظمتوں سے دور ہو کر مغربی معاشرت کی گندگیوں میں آلودہ ہو گئے۔

عمر فاروقؓ کا منشا تو یہ تھا کہ عورت کو باہر نکلنے کی کسی بھی حالت میں اجازت نہ ہو حتیٰ کہ وہ اس بات کو بھی پسند نہ کرتے تھے کہ عورتیں مسجدوں میں جا کر نماز ادا کریں لیکن شریعت نے اس قدر تنگی تو نہیں رکھی البتہ پردہ کی رعایت کو پابندی کے ساتھ بضرورت باہر جانے کی اجازت دیدی حتیٰ کہ اگر کوئی عورت مسجد میں جائے تو کسی قسم کی زینت ہرگز ہرگز اختیار نہ کرے مشہور محدث ابن خزیمہ نے بروایۃ موسےٰ بن یسار بیان کیا ہے کہ ایک عورت ابوہریرہؓ کے سامنے سے گذری اس کا لباس خوشبو سے مہک رہا تھا ابوہریرہؓ نے اسے تنبیہی لہجہ میں پکارا یا امۃ الجبار تو کدھر جا رہی ہے اس نے کہا اے ابوہریرہؓ میں مسجد جا رہی ہوں۔ فرمایا اچھا اور تو نے خوشبو بھی لگا رکھی ہے جا واپس لوٹ اور جا کر غسل کر۔

بقیہ آخری صفحہ پر

قرآن مجید کا نزول اور قرأت کی روایات

قرآن مجید رمضان المبارک کی ستائیسویں تاریخ کو نازل ہوا۔ اس لحاظ سے رمضان المبارک کے محترم مہینہ کی یہ رات اور بھی زیادہ مقدس ہے۔ اس تاریخ کو مسلمانان عالم کو اس کی تجدید کرنی چاہیئے کہ وہ قرآن مجید کی تلاوت کر کے صرف اسی سے رہنمائی حاصل کریں گے۔ قرآن مجید چونکہ خالق کائنات کا کلام ہے۔ اس لئے اس کی تلاوت میں انتہائی احتیاط سے کام لیا جانا چاہیئے۔ ہمارے اکابر نے اس ضمن میں جو روایات اختیار کیں وہی مستحسن ہیں۔ اور ہمیں بھی انہیں اختیار کرنا چاہیئے۔ ذیل میں تلاوت اور قرأت کے چند اصول پیش کئے جاتے ہیں:۔ قرأت اس علم کا نام ہے جس سے قرآنی کلمات میں ناقلین کا وہ اتفاق اور اختلاف معلوم ہو جو آنحضرتؐ سے سن لینے کی بنا پر ہے۔ کسی قاری کی رائے کی بنا پر نہیں۔ علم قرأت کا سیکھنا سکھانا واجب علی الکفایہ ہے۔ علم قرأت کا ماخذ ائمہ کی وہ صحیح اور متواتر نقلیں ہیں جو ان کو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے پہنچی ہیں۔ قرآن مجید میں الفاظ دو طرح کے ہیں۔ (۱) متفق علیہ:۔ جن کو تمام صحابہؓ نے ایک ہی طرح روایت کیا ہے اور ان میں کوئی اختلاف نہیں ہے

۲۔ مختلف فیہ:۔ جن کو انداز عبارت اور لغات عرب کے اختلاف کی بناء پر حق تعالیٰ نے کئی کئی طرح نازل فرمایا ہے۔ یہاں یہ بات واضح کرنی ضروری ہے کہ قرأت اور تجوید دو الگ الگ علم ہیں۔ تجوید اس علم کا نام ہے جس سے حروف کے مخارج اور صفات اور وقف و ابتداء کے مواقع معلوم ہوں۔

جیسا کہ پہلے بیان کیا جا چکا ہے کہ علم قرأت کا مدار نقل پر ہے۔ چنانچہ حضرت عمرؓ حضرت علیؓ اور حضرت زید بن ثابت کا ارشاد ہے "تمہیں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے حکم دیا ہے کہ قرآن کو اسی طرح پڑھو جس طرح تمہیں سکھایا گیا ہے۔ اختلاف قرأت کا ماخذ اور سرچشمہ وہ حدیث متواتر ہے جس کو شیخین نے روایت کیا ہے اور وہ حدیث یہ ہے۔ "یہ قرآن سات طریقوں اور لغتوں پر اتارا گیا ہے۔ ان میں سے جو حرف تمہارے لئے آسان (اور ممکن ہو) اسے پڑھو۔" قرأت وسنت مستحبہ ہے۔ پچھلا پہلے سے اخذ کرتا چلا آتا ہے۔ پس تم کو جس طرح پڑھائی گئی اسی طرح پڑھو۔ امام نافعؒ اور امام ابو عمروؒ کا ارشاد ہے کہ اگر یہ پابندی نہ ہوتی کہ جس طرح ہم نے پڑھا ہے اسی طرح پڑھیں تو ہم فلاں حرف کو اس طرح اور فلاں حرف کو اس طرح پڑھتے شاطبیہ میں ہے کہ قرأت میں قیاس کا ذرا بھی دخل نہیں بس تو ان کی حفاظت کا ذمہ دار بن کر اس کو سے

جس میں ناقلین کی پسندیدگی ہے "حضرت ابی رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ ایک شخص نے مسجد میں آکر سورہ نحل اس طرح کے خلاف پڑھی جس طرح وہ پڑھتے تھے۔ حضرت ابی نے اس شخص سے پوچھا کہ اسے یہ سورۃ کس نے پڑھائی ہے! کہا نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے۔ پھر ایک اور شخص آیا اور اس نے بھی سورہ نحل پڑھی اور دونوں کے خلاف تیسری طرح۔ پوچھا تو اس نے بھی وہی جواب دیا۔ تینوں حاضر خدمت ہوئے اور شک وشبہ بیان کیا۔ آپ نے تینوں کی تلاوت سُن کر پہلے کو فرمایا تو نے عمدہ پڑھا، دوسرے کو فرمایا اصبت (تو راستی کو پہنچا) پھر ان سے فرمایا" یہ سورۃ اس طرح نازل کی گئی ہے"۔

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو عرب وعجم اور گورے کالے تمام مخلوق کی طرف مبعوث فرمایا گیا ہے۔ لیکن قرآن صرف عرب لغت میں نازل ہوا تھا جبکہ ان کے لغات جدا جدا اور زبانیں متفرق تھیں۔ ایک لغت اور حرف والے کو دوسرے کے لغت اور حرف میں پڑھنا دشوار تھا بلکہ بعض پڑھ ہی نہیں سکتے تھے۔ خصوصاً بوڑھے۔ عورتیں اور ان پڑھ لوگ پس اگر اس حالت میں یہ حکم ہوتا کہ سب کو ایک ہی لغت اور حرف میں پڑھنا ہوگا تو دقت پیش آتی۔ پھر نبی صلی اللہ علیہ وسلم کا معجزہ بان قرآن تمام مخلوق کو جو چیلنج دینا کہ قرآن جیسی کتاب کوئی بنا کر نہیں لا سکتا۔ اگر قرآن ایک ہی لغت پر نازل ہوتا تو دوسرے لغت والے کہتے کہ اگر ہمارے لغت میں ہوتا تو ہم اس کے مثل بنا لاتے۔ حاصل کلام یہ ہوا کہ قرآت کا مدار نقل پر ہے اور ان کا تعدد نقل "عقل اور روایت کے عین مطابق ہے۔ ایک مطلب کو کئی عبارتوں سے بیان کرنا کلام کی خوبیوں میں ہے اور قرآت وروایت کی شان بھی یہی ہے کہ باوجود امر کے کہ الفاظ کی شکلیں متعدد ہو جاتی ہیں لیکن مفہوم اور معنی ایک ہی رہتے ہیں بلکہ ہر ایک قرآت پر دوسری سے اعلیٰ ترین معانی نکلتے ہیں۔ مثلاً یکذبون کے معنی ہیں کہ وہ جھوٹ بولتے ہیں اور یکذّبون کے معنی ہیں کہ وہ جھوٹا بناتے ہیں منافقین میں دونوں صفتیں پائی جاتی ہیں کیونکہ وہ ایمان کے دعوے میں جھوٹے بھی ہیں اور نبی کریمؐ کو معاذ اللہ جھوٹا بھی بتاتے ہیں۔ جیسا کہ پہلے بیان ہو چکا ہے قرآن کریم میں دو طرح کے الفاظ ہیں (۱) اتفاقی جن کو تمام صحابہ نے ایک ہی طرح روایت کیا (۲) اختلافی جن کو عرب کے لغات کے مختلف فیہ ہونے کی بنیاد پر حق تعالیٰ نے کئی کئی طرح نازل فرمایا ہے اور پھر انہی الفاظ سے آئمہ قرآت نے جدا جدا ترتیبیں پابندی شرائط کے ساتھ اختیار کر لیں جن کی بنا پر دو دلوں میں بے شمار قرائتیں پڑھی پڑھائی جاتی تھیں۔ ان کی تعداد ابوعبیدہ اور قاضی اسماعیل نے پچیس لکھی ہے بعد میں جوں جوں لوگوں میں سستی آتی چلی گئی شوق اور ہمت بھی گھٹتی چلی گئی۔ اور قوت ضبط میں بھی کمی واقع ہوتی گئی۔ جس سے ان کی تعداد بھی کم ہوتے ہوتے دس قرآت اور بیس روایات تک آگئی۔ پھر اس علم کی نسبت قرآت اور روایات کے آئمہ ہی کی طرف ہونے لگی۔ اس وقت قرآت کل دس آئمہ کی طرف منسوب ہیں۔ پھر ان میں سے ہر ایک کے دو دو راوی ہیں۔ اور انہی کی دو دو روائتیں مل کر ایک قرآت بنتی ہے۔ وہ دس قراء اور ان کے بیس راوی حسب ذیل ہیں۔

۱۔ امام نافع مدنی رحؒ بروایت سیدنا قالونؒ، سیدنا ورشؒ (۲) امام ابن کثیر مکی رحؒ بروایت سیدنا بزیؒ۔ سیدنا قنبلؒ (۳) امام ابو عمرو بصریؒ۔ بروایت سیدنا دوریؒ۔ سیدنا سوسیؒ (۴) امام ابن عامر شامی۔ بروایت سیدنا ہشام

سیدنا ابن ذکوانؓ (۵) امام عاصم کوفیؒ - بروایت سیدنا شعبہؒ - سیدنا حفیصؒ (۶) امام حمزہ کوفی بروایت سیدنا خلفؒ سیدنا فلادؒ (۷) امام کسائیؒ کوفیؒ بروایت سیدنا ابوالحارث - سیدنا دوری - (۸) امام ابوجعفر مدنی - بروایت سیدنا ابن دروان - سیدنا ابن جمازؒ (۹) امام ابو یعقوب حضرمی - بروایت سیدنا ادریسؒ - سیدنا روحؒ - (۱۰) امام خلف کوفیؒ بروایت سیدنا اسحاقؒ - سیدنا ادریسؒ

ان مندرجہ بالا دس قراٗتوں میں سے سبعہ یعنی نافع - ابن کثیر - ابو عمرو - ابن عامر - عاصم - حمزہ اور کسائیؒ ساتوں اماموں کی قراٗتیں متواتر ہیں اور ثلاثہ یعنی ابوجعفر - یعقوب - اور خلف کی قراٗتیں مشہور ہیں - ان دسوں کی قراٗتوں کا اعتقاد رکھنا ضروریاتِ دین میں سے ہے اور ان کا آغاز میں پڑھنا صحیح اور درست ہے - (محقق جزری)

اصطلاح قراء میں قاری صرف اسے کہتے ہیں جو قرآن مجید کے حرفوں کو ان کے مخارج سے صفاتِ لازمہ اور بہ رعایتِ کیفیت اوقاف اور محل اوقاف ادا کرے - اور جو سبعہ یا عشرۂ قرأت کی سند متصل الی الرسول صلعم رکھتا ہو - حضرت امیر المومنین امام المفسرین سیدنا علی مرتضےٰ کرم اللہ وجہہ سے پوچھا گیا کہ آیۃ ورتل القرآن ترتیلا کے کیا معنی ہیں - آپ نے فرمایا "قرآن مجید کے حرفوں کو ان کے مخارج سے معہ صفات لازمہ ادا کرنا اور کیفیتِ اوقاف اور محلِ اوقاف کو پہچاننا" لیکن آج کل ہمارے ہاں سب سے بڑا قاری وہ ہے جو نغمہ کے ساتھ قرأت اتنی بلند آواز سے پڑھے کہ اس کی آنکھیں سرخ ہو جائیں اور سامعین کی گردنیں بھی ہلنے لگیں اور ہر طرف سے احسنت و مرحبا کی صدائیں گونج اٹھیں - قاری صاحب کی قرأت میں قرآن مجید کا کوئی کلمہ ایسا نہیں ہوتا جس میں نغمہ کی آواز نہ پیدا کی جاتی ہو اور نغمگی پیدا کرتے ہوئے حرفوں کی ادائیگی میں افراط و تفریط اس قدر ہوتی ہے کہ تلاوت لحن جلی کا ایک گلدستہ نہ بن جاتی ہو - متحرکات میں حروفِ مشدد اور ساکن سے ماقبل حروف میں مدہ کی طرف میلان - ادغام معہ الغُنہ اور مدات میں لغزش اور آوازیں ترقیق اور جا بجا سکنات یا ادنی الاصباد - حضرت حذیفہ اس حدیث مبارکہ کے راوی ہیں اور جس کو امام العلامہ جبرئی نے شرح شاطبی میں بیان کیا ہے - کہ وہ "قرآن مجید کو اہل عرب کے لحنوں اور آوازوں سے پڑھو اور بچو تم اہل فسق اور یہود و نصاریٰ کے لہجوں سے اور ایک قوم میرے بعد آئے گی جو پھرائے گی آواز کو حلق میں قرآن کریم کی تلاوت میں جیسے کہ پھراتے ہیں گویئے گانے میں اور نوحہ میں - ان کا قرآن ان کے گلے کے نیچے نہیں اترے گا - کیونکہ ان کا دل بھرا ہوگا دنیا کی محبت اور اپنے آپ کو اچھا کہلانے سے اور ان لوگوں کا دل جو گانے کے طرز پر (تلاوت) پسند کریں گے - (ترمذی، بیہقی)

حاصل کلام یہ ہے کہ قاری صرف سبعہ اور عشرۂ قرأت کے حافظ کو کہتے ہیں نا کہ ایسے پڑھنے والوں کو جو خوش آوازی - نغمہ، لہجہ اور قواعدِ موسیقیہ کی طرح کہیں آواز کو بڑھا کر کہیں گھٹا کر کہیں بلند کر کے، کہیں پست کر کے کہیں کپکپا کر - لچکا کر - پھرا کر، کہیں گنگناہٹ، کہیں سختی اور کہیں نرمی اور کہیں جھٹکے سے کام لے کر اور کہیں رونے کی آواز نکال کر قرأت کرتا تو ایسی قرأت بالاتفاق قطعاً حرام ہے -

اور دربار خداوندی میں سرود کے طرز پر تلاوتِ قرآن مجید کی قبولیت کی امید ناممکن ہے ۔ مگر افسوس معدودے چند حضرات کو مستثنیٰ کر کے باقی ماندہ علماء حفاظ ۔ قراء اس حقیقت سے غافل ہو چکے ہیں۔

الحمد للہ پاکستان میں ابھی ۲ امرکم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ۔ ان تقرؤا القرآن کما علمتم ” پر نہ صرف عمل کرتے رہیں بلکہ ان کی قرأت تمفیغ و تطنین، ترعید و ترقیص، تطویل و تعجیل، زمزمہ و مرمرہ اور تصنع اور تکلف سے بالاتر ہے ۔ اللہ جل جلالہٗ کا انعام ہے کہ پاکستان میں ایسے ایسے شیخ وقت موجود رہیں کہ ان کی نظیر روئے زمین پر اس وقت موجود نہیں ہے اور جن کی قرأت نہایت حسین و دل کش ، خوف عظمت الٰہی سے بھرپور اور قلوب کو متاثر کرنے والی ہوتی ہے۔

ان بزرگوں میں ایسے جامع صفات اور تمام علوم میں ماہر اور اللہ تعالیٰ کے کامل ولی ہیں جن کو نہ صرف قرأت شدہ مع طرق کے ایسی یاد ہیں کہ تحقیقاً ، ترتیلاً ، تدویراً اور حدراً ہر طرح ہر جگہ سے بہر حالت ہر وقت اور ہر مجلس میں پڑھ سکتے ہیں اور متشابہ لگنا تو کجا اختلافِ قرأت میں بھی ذرا تامل کی گنجائش نہیں ۔ ان کے حفظ و اتقان کا تھوڑا سا اندازہ اس سے ہو سکتا ہے کہ یہ بزرگ پورے قرآنِ پاک کے رؤس آیات (آیات کے ختم ہونے والے کلمات) اس طرح حفظ پڑھ سکتے ہیں کہ بغیر پوری آیت پڑھے صرف راس آیت پڑھیں گے اس طرح کہ جس طرح مسلسل قرآن پڑھا جا رہا ہو ۔ وما علینا الا البلاغ ۔

بقیہ :- پردہ اور مسلمان خاتون

بہر کیف قرآن و حدیث نے مسئلہ حجاب کو روشن واضح دلائل کے ساتھ بیان فرما دیا ہے جس میں کسی قسم کے شک و تردد کی گنجائش نہیں ۔ ہر مسلمان پر اللہ کے تمام احکام کی اطاعت و پابندی لازم ہے ہمیں چاہیے کہ اپنی معاشرت و زندگی پوری طرح احکام اسلام کے تابع بنائیں ۔ مغربی تمدن ہلاکت و تباہی کا سامان ہے جس میں دین و دنیا اخلاق و ایمان کی تباہی و بربادی ہے اللہ کی ناراضگی اور اس کے غضب کو دعوت دینا ہے ۔ مسلمان کی ایمانی غیرت و حمیت کو ہرگز یہ گوارا نہ ہونا چاہیے کہ وہ مغربی اقوام کی ناپاک اور ذلیل معاشرت اختیار کریں وہ لوگ جو بے پردگی کو رواج دیتے ہیں ان کا عمل اور ان کے افکار و خیالات اسلام کے نظریات اور اس کی معاشرتی احکام و فرائض کے ساتھ بغاوت ہے ان کو حق تعالیٰ شانہٗ کی اس وعید اور دھمکی سے غافل نہ ہونا چاہیے فلیحذر الذین یخالفون عن امرہ ان تصیبھم فتنۃ او یصیبھم عذاب الیم ۔ پس ڈرنا چاہیے ان لوگوں کو جو اللہ کے حکم کی خلاف ورزی کرتے ہیں کہیں ایسا نہ ہو کہ کوئی فتنہ و مصیبت آگھیرے یا ان پر کوئی دردناک عذاب مسلط ہو جائے ۔

خداوندِ عالم تمام مسلمانوں کو احکام اسلام کی پیروی کی توفیق عطا فرمائے ۔ اور وہ زندگی عطا فرمائے جس سے وہ اور اس کا رسول راضی ہو ۔



لاہور آرٹ پریس ۱۵۔ انارکلی لاہور

